بسم اللہ الرحمن الرحیم

تذکرہ

انوارِ صابری رضی اللہ عنہ

از ابو انیس محمد برکت علی لدھیانوی
مہتمم دار الاحسان فیصل آباد
پاکستان

للتقسیم والتوزیع
فی سبیل اللہ

اللّٰھم صلّ وسلّم وبارک علیٰ سیّدنا ومولانا وحبیبنا محمدؐ النبی الامی وعلیٰ
آلہٖ واصحابہٖ وعترتہٖ بعدد کلّ معلوم لک وبعدد خلقک ورضیٰ نفسک وزنۃ عرشک
ومداد کلماتک استغفر اللّٰہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم
یا حیُّ یا قیُّوم

تذکرہ
انوارِ صابری رحمۃ اللّٰہ علیہ

تالیف
حاجی محمد بشیر انبالوی
لاھور
پاکستان

ربّنا تقبل منّا انّک انت السّمیع العلیم
آمین آمین آمین یا رب العالمین

اللّٰھم صلّ وسلّم وبارک علیٰ سیّدنا ومولانا وحبیبنا محمّدنِ النبی الامی وعلیٰ
آلہٖ واصحابہٖ وعترتہٖ بعدد کلّ معلوم لک وبعدد خلقک و رضیٰ نفسک و زنۃ عرشک
ومداد کلماتک استغفراللّٰہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ

طبع اوّل

تاریخ طباعت ــــ ۱۲ ربیع الاول ۱۴۰۲ھ ہجری المقدس

تعداد ــــ ایک ہزار ایک سو ۱۱۰۰

مقام اشاعت ــــ انبالہ بک بائینڈنگ ہاؤس
شیش محل روڈ لاہور پاکستان

طابع ــــ عظمت پرنٹرز گارڈن ٹاؤن لاہور

ربّنا تقبل منّا انّک انت السّمیع العلیم
آمین آمین آمین یا رب العلمین

اللّٰھم صلّ وسلّم وبارك علیٰ سیّدنا ومولانا وحبیبنا محمّدنِ النبی الامی وعلیٰ
اٰلہٖ واصحابہٖ وعترتہٖ بعدد کلّ معلوم لک وبعدد خلقک ورضیٰ انفسک وزنۃ عرشک
ومداد کلماتک استغفر اللہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یاحیُّ ۔ یاقیّومُ

یہ کتاب جناب اَبُواَنیس محمّد برکت علی لُدھیانوی صاحب مُہتمم "دارُالاحسان" کی عنایت ہے۔ میری کسی کوشش کا نتیجہ نہیں، اُنھیں کے نامِ نامی سے منسوب کرنے کی سعادت حاصِل کرتا ہُوں۔

حاجی محمّد بشیر انبالوی

ربّنا تقبل منّا انّك انت السّمیع العلیم
آمین آمین یارب العلمین

اللّٰهمّ صلّ وسلّم وبارك على سيّدنا ومولانا وحبيبنا محمّد النبي الامي وعلى
آله واصحابه وعترته بعدد كلّ معلوم لك وبعدد تخلقك ورضى نفسك وزنة عرشك
ومداد كلماتك استغفر الله الذي لا اله الا هو الحي القيوم واتوب اليه

بسم الله الرحمن الرحيم

للتّقسيم والتّوزيع في سبيل الله

ربّنا تقبل منّا انّك انت السّميع العليم
آمين آمين آمين يا رب العلمين

اللّٰھم صلّ وسلّم وبارک علیٰ سیّدنا ومولانا وحبیبنا محمّدنِ النبی الامی وعلیٰ
آلہٖ واصحابہٖ وعترتہٖ بعدد کلّ معلوم لک وبعدد تخلقک ورضیٰ نفسک وزنۃ عرشک
ومداد کلماتک استغفر اللّٰہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ

بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم

ان کا کرم ۔ کرم ہے میری زندگی کیساتھ
ایسا کرم ہوا ہے ۔ نہ ہوگا کسی کیساتھ

یا حیُّ ۔ یا قیومُ

ربّنا تقبل منّا انّک انت السّمیع العلیم
آمین آمین آمین یارب العلمین

اللهم صلّ وسلّم وبارك علیٰ سیّدنا ومولانا وحبیبنا محمدؐ النبی الامی وعلیٰ
آلہٖ واصحابہٖ وعترتہٖ بعدد کلّ معلوم لک وبعدد خلقک ورضیٰ نفسک وزنۃ عرشک
ومداد کلماتک استغفر اللہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ

منبعِ سرِ نبوت ہم ولایت حیدری
آفتابِ چشتیاں مخدوم صابر کلیریؒ

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم
آمین آمین آمین یارب العلمین

اللهم صلّ وسلّم وبارك علیٰ سیّدنا ومولانا وحبیبنا محمدنِ النبی الامی وعلیٰ
آلہٖ واصحابہٖ وعترتہٖ بعدد کلّ معلوم لک وبعدد خلقک ورضیٰ نفسک وزنۃ عرشک
ومداد کلماتک استغفر اللہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ

آفاقہا گردیدہ ام
مہرِ بتاں ورزیدہ ام
بسیار خوباں دیدہ ام
امّا تو چیزے دیگری

ربّنا تقبل منّا انّک انت السّمیع العلیم
آمین آمین آمین یا رب العلمین

اللّٰهم صلّ وسلّم وبارك على سيّدنا ومولانا وحبيبنا محمّدن النبی الامی وعلیٰ
اٰلہٖ واصحابہٖ وعترتہٖ بعدد کلّ معلوم لک وبعدد خلقک ورضیٰ نفسک وزنۃ عرشک
ومداد کلماتک استغفر اللّٰہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اس تالیف میں جن جن اصحاب کی تصنیفات و تالیفات سے استفادہ کیا گیا ہے۔ نیز وہ افراد و اشخاص جن سے اس تالیف میں مدد حاصل کی گئی ہے۔ وہ سب میرے قلبی اور دلی شکریہ و اظہار کے حق دار ہیں۔

بندہ ان کا احسانمند ہے اور دُعا گو ہے

مؤلف۔

ربّنا تقبل منّا انّک انت السّمیع العلیم
آمین آمین آمین یارب العلمین

اللّٰھم صلّ وسلّم وبارک علیٰ سیّدنا ومولانا وحبیبنا محمدٍ النبی الامی وعلیٰ
آلہٖ واصحابہٖ وعترتہٖ بعدد کلّ معلوم لک وبعدد خلقک ورضیٰ نفسک وزنۃ عرشک
ومداد کلماتک استغفر اللہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا حیّ — یا قیوم

پیشِ لفظ

یا اللہ! تیرا کتنا بڑا کرم ہے کہ تو نے مجھ جیسے ناقص۔ نالائق۔ حقیر و ناچیز کو بھی ان ؒ کے تذکرے کی توفیق بخشی۔ جن کا تذکرہ روحِ رواں کائناتؐ نے پیش خبری کے طور پر سب سے پہلے۔ خود بیان فرمایا۔ اس احسانِ عظیم پر تیرا جس قدر بھی شکر ادا کیا جائے۔ کم ہو گا۔

فقر کو جب رخصت کیا گیا۔

عشق ساتھ رخصت ہوا۔ فقر کو عشق کی رہبری

ربّنا تقبل منّا انّک انت السّمیع العلیم
آمین آمین آمین یا رب العلمین

اللھم صل وسلم وبارک علیٰ سیدنا ومولانا وحبیبنا محمدن النبی الامی وعلیٰ
الہٖ واصحابہٖ وعترتہٖ بعدد کل معلوم لک وبعدد خلقک ورضیٰ نفسک وزنۃ عرشک
ومداد کلماتک استغفراللہ الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ

حاصل تھی۔ عشق نے فقر کو رب کا تعارف کرایا۔ "کہ یہ تیرا اور سب کا رب ہے"۔ اس نے اُسے سجدہ کیا۔ پھر عشق نے فقر کو رب کے حبیبؐ کا تعارف کرایا کہ "یہ تیرے رب کے حبیبؐ ہیں"۔ فقر نے دعا کی "میرے اللہ مجھے اپنے حبیبؐ کی محبت عنائیت ہو"۔ پھر اسے اللہ کی مخلوق۔ اس کے کُنبے کا تعارف عشق نے کرایا۔ اس پر اس نے رب سے عرض کی "میرے اللہ مجھے اپنے کُنبے کی خدمت نصیب فرما"۔

فقر اللہ کی واحد مخلوق تھی جو

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم
آمین آمین آمین یارب العلمین

یوم الست سے اللہ ہی کی طرف
متوجہ رہی۔ جسے دنیا اور اس کا کوئی منتظر
اپنی طرف راغب نہ کر سکا۔

خلق نے مخلوق کو دیکھا
فقر نے خالق کو
خلق نے کاریگری دیکھی
فقر نے کاریگر۔

مخلوق جب خدا کی خدائی میں
مخل ہونے لگی۔ تو فقر جسے عشق کی پوری
پیشوائی حاصل تھی اس کے سامنے کھڑا ہوا۔
عجیب عجیب حالات رونما ہوئے۔ طرح طرح

کے اور کہاں کہاں کیسے کیسے میدان لگے
فقر انبیاء کرام کی وہ سنت موکدہ
ہے۔ جس پر فخرالانبیاء کو ناز تھا۔
عزم و استقامت حیات الدنیا کے
دو گوہر ہیں جو صرف فقر کو حاصل تھے حوادثاتِ
زمانہ کبھی اس کے پا ییں کوئی لغزش پیدا نہ
کر سکے۔

طریقت کی حقیقت جب الکتابیت
میں مجوب ہونے لگی۔ تو حضرت علاؤ الدین
علی احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ایک بے مثل اچھوتے
اور انوکھے نمونے کے لیے منتخب فرمایا گیا۔

ابھی ایک ہی گھونٹ بھری تھی کہ عنٹ ہو گئے۔

کون سی گھونٹ جی ؟ کہا جذب وسکر کی۔ بس پھر کیا تھا۔ خاک میں نور کی بجلیاں مچلنے لگیں۔ ذات ذات میں محو ہوگئی بشری صفات کا خاتمہ ہوا۔ اور آپ نے اس محویت کے عالم میں بارہ سال درخت گولر کی شاخ تھامے کلیر کی پاک سرزمین کو مرکزِ تجلیات بنائے رکھا۔

مرحباً۔ مکرماً۔ مشرفاً

حضرت مخدوم پاکؒ کا رنگ فقر کی

اللّٰھم صلّ وسلّم وبارک علیٰ سیّدنا ومولانا وحبیبنا محمّدنِ النبی الامی وعلیٰ
آلہٖ واصحابہٖ وعترتہٖ بعدد کلّ معلوم لک وبعدد خلقک ورضیٰ نفسک وزنۃ عرشک
ومداد کلماتک استغفراللّٰہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ

تاریخ کو دنگ کر دیا۔ ماشاءاللہ! ۔ کسی بھی تاریخ نے اس قسم کا کوئی نمونہ پیش نہیں کیا کہ کوئی میرے اللہ! تیری محبت کے نشے میں چور ہو کر بغیر کچھ کھائے پیئے بارہ سال کسی درخت کی شاخ تھامے کھڑا ہو۔ یہ اعلیٰ درجے کا نمونہ انہیں کو نصیب ہوا۔ مرحباً۔ تکریماً۔ مشرفاً۔

محبت نے محب کی داد دی۔ محب محبوب میں محو ہوا۔ گویا خاک میں نور جلوہ گر ہوا۔ بشری صفات کا خاتمہ ہوا۔ خاتمہ بالخیر۔ اسی طرح طیب۔ مبارک محبت ہر محب کی داد دیا کرتی ہے۔

ربّنا تقبل منّا انّک انت السّمیع العلیم
آمین آمین آمین یا رب العلمین

انگھ ۔ نیند ۔ بھوک ۔ پیاس جاتی رہی ۔
اگرچہ اس کائنات میں بہت
کچھ پیش ہو چکا ۔ مگر کئی ایک باتوں کا ابھی
کسی میدان میں مظاہرہ نہیں ہُوا ۔ اگر سب
باتیں ہو چکی ہوتیں ۔ دنیا کے قیام کا کیا جواز
رہتا ۔ دنیا قائم ہی اسی لیے ہے کہ عزم و استقامت
کی پیشانی ابھی کئی عنوانات کی محتاج ہے ۔
جب تک یہ دنیا قائم ہے ۔ کردار
کی داستانوں کا مظاہرہ جاری رہے گا ۔ حتیٰ کہ
قیامت برپا ہو!
بہت سی باتیں ابھی تک میدان

اللّٰھم صلّ وسلّم وبارک علیٰ سیّدنا ومولانا وحبیبنا محمّدنٍ النبی الامی وعلیٰ
اٰلہٖ واصحابہٖ وعترتہٖ بعدد کلّ معلوم لک وبعدد خلقک ورضیٰ نفسک وزنۃ عرشک
ومداد کلماتک استغفراللہ الذی لا الٰہ الا ھوالحی القیوم واتوب الیہ

عمل میں پیش نہیں ہوئیں۔ تاریخ ان کی مدت سے اور شدت سے منتظر ہے۔

حاجی محمد بشیر انبالوی

۱۲ ربیع الاوّل ۱۴۰۲ ہجری المقدس

ربّنا تقبل منّا انّک انت السّمیع العلیم
آمین آمین آمین یا رب العلمین

اللھم صلّ وسلّم وبارک علیٰ سیّدنا ومولانا وحبیبنا محمدنِ النبی الامی وعلیٰ آلہ واصحابہ وعترتہٖ بعدد کلّ معلوم لک وبعدد تحلقک ورضیٰ نفسک وزنۃ عرشک ومداد کلماتک استغفراللہ الذی لا الٰہ الا ھوالحی القیوم واتوب الیہ

حضرت امام جعفر صادق کشف العالمین رح اپنے مکتوب نطاب کشف الغیوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ ۱۱ رجب المرجب شب جمعتہ المبارک ۱۴۱۰ھ المقدس کو میں درود شریف پڑھنے میں مشغول تھا۔ رات تقریباً نصف گزر چکی تھی کہ عادت کے خلاف نیند کا غلبہ ہوا، ہرچند کوشش کے باوجود نیند کے غلبہ سے نجات نہ ملی۔ اپنے آپ کو لاچار پاکر کیفیت باطن سے متوجہ ہوا۔ اسی وقت باطن سے الہام ہوا کہ ترک کرو اس تلاوت کو اور عالم رویا کی طرف رجوع کرو اور اسرارِ عجیب کو دیکھو جو ہونے والا ہے اس کیفیت میں عالم ملکوت

ربّنا تقبل منّا انّک انت السّمیع العلیم
آمین آمین آمین یارب العلمین

اللھم صلّ وسلّم وبارک علیٰ سیّدنا ومولانا وحبیبنا محمدؐ النبی الامی وعلیٰ
آلہٖ واصحابہٖ وعترتہٖ بعدد کلّ معلوم لک وبعدد خلقک ورضیٰ نفسک وزنۃ عرشک
ومداد کلماتک استغفراللہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ

منکشف ہوا اور پھر بہت جلد عالمِ ملکوت سے عالمِ
جبروت میں گزر ہوا۔ ایک چمن دیکھا جس کے ہر
برگ و شاخ سے لمعاتِ انوارِ تجلیات جو طور سے
مشابہ ہیں۔اور بہار ایسی کہ روح کو سرورِ کیفیات
عرفان فرما رہی ہے اور ملائکہ کرام اپنے اپنے
محل میں تسبیح و تحمید میں مشغول ہیں۔ ارواح اولیائے
کرام بھی اس عالم میں موجود ہیں یہ حال دیکھ کر
ایک جگہ میں نے تامل کیا کہ حضرت انس بن مالک رضؓ
نے پاس آکر فرمایا کہ آنحضرتؐ آپ کے منتظر ہیں
اور وہاں پہ یہاں سے زیادہ عجائبات کا مشاہدہ ہوگا۔
میں حضرت انس بن مالکؓ کے ہمراہ آگے بڑھا اور

ربّنا تقبل منّا انّک انت السّمیع العلیم
آمین آمین آمین یا رب العلمین

اللّٰھم صلّ وسلّم وبارك علیٰ سیّدنا ومولانا وحبیبنا محمّدٍ النبی الامی وعلیٰ
آلہٖ واصحابہٖ وعترتہٖ بعدد کلّ معلوم لك وبعدد تحلقك ورضیٰ نفسك وزنۃ عرشك
ومداد کلماتك استغفراللہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ

دیکھا کہ موتیوں کا ایک خیمہ لگا ہوا ہے۔ اس پہ ایک تخت مانند تجمل بچھا ہوا ہے اور اس تختِ تجمل پہ آنحضرتؐ تشریف فرما ہیں اور گیارہ حضرات اہل بیت اور صحابہ کرامؓ سے وہاں حاضر ہیں۔ مجھ کو دیکھکر سرکارِ دو جہاںؐ نے ارشاد فرمایا کہ

"فرزند تو تین دن بعد ہمارے پاس آجائے گا مگر اس سے پہلے مشاہدہ اس عالم ناسوت کا قلم بند کرنا۔ یہ سُن کر میں ادب بجا لایا اور سرکارِ دو عالمؐ نے مجھ کو اپنے سامنے تخت مبارک پر بٹھایا دیکھا کہ محفل چاروں طرف بیٹھی ہوئی ہے۔ دوارواح مقدس آرہی ہیں وہ آتے آتے تخت مبارک کے قریب پہنچ

ربّنا تقبل منّا انّك انت السّمیع العلیم
آمین آمین آمین یارب العلمین

گیئں۔

جو روحِ اطہر آگے تھی اس کو سرکار نے اپنی زبان مبارک سے یہ فرما کر اپنے دائیں زانو پر بٹھایا وَالتَّغَظغَامُ الْمُبْعُطِق اور دوسری روح مبارک کو یہ فرما کر اپنے بائیں زانو پر بٹھالیا عَمْرخُدامٌ وَ یَلحدُبَ امّصَرٌ

اور امام حسنؑ اور امام حسینؑ سے خطاب فرمایا کہ قُرَّۃُ الْعَیْنَیْنِ جب آپ کے محضر نامۂ شہادت پر اللہ کی خوشنودی سے ہم سب نے مہریں لگائیں تو عالمِ خیال میں پریشانی امت ابھرا تو جبریل امینؑ نے آکر یہ خوشخبری دی کہ ان دونوں

شہیدین کی اولاد ہیں یہ ارواح پاک درشانِ جمالی وجلالی پیدا کی جائیں گی جن سے اسلام کا استحکام قیامِ عالم تک رہے گا۔

روح پاک جو دائیں زانو پر ہے وہ غوث پاکؒ کی ہے اور روح پاک جو بائیں زانو پر بیٹھی ہوئی ہے۔ مخدوم علاؤ الدینؒ علی احمد رحمۃ اللہ علیہ کی ہے جن کو مرتبۂ ولایت کا اتم حاصل ہوگا۔ یہ فرما کر سرکارؐ تخت مبارک سے نیچے تشریف لائے اور مجھے غلبہ نیند سے افاقہ ہوا۔

آنحضرتؐ سے ارشاد ہوا کہ مجھے خوب معلوم ہے کہ جب خالق ارواح نے عالمِ ازل میں روحوں کو چار صفوں میں کھڑا کیا صفِ اوّل میں انبیاءؑ دوسری صف میں اولیا کرامؒ تیسری

اللھم صل وسلم وبارک علیٰ سیدنا ومولانا وحبیبنا محمد النبی الامی وعلیٰ
آلہ واصحابہ وعترتہ بعدد کل معلوم لک وبعدد خلقہ و رضی نفسہ وزنۃ عرشہ
ومداد کلماتہ استغفراللہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ

صف میں تابعین اور تبع تابعین اور چوتھی صف میں عوام الناس کھڑے تھے۔ اور جب حکم سجدہ کا ہوا تو روح غوث پاکؒ نے صفِ اولیاء سے بڑھ کر میرے کفِ پا پر سجدہ کیا تھا تو جبریل امینؑ نے ان کو پروں پر اٹھا کر ان کی جگہ صفِ اولیاء میں پہنچایا وہاں پر۔ انہوں نے پھر میرے کفِ پا کے تصور پہ سجدہ کیا اور اس طرح تین بار ہوا۔ روح پاک مخدوم علی احمدؒ نے صفِ اولیائ سے بڑھ کر حضرت اسماعیلؑ کے ساتھ سجدہ کرنا چاہا۔ مگر جبریل امینؑ نے ان کو اپنے پروں پر اٹھا کر صفِ اولیاء میں پہنچایا۔ دوسری مرتبہ روحِ پاک مخدومؒ نے بڑھ کر حضرت یوسفؑ کے پاس سجدہ کرنا چاہا مگر پھر جبریل امینؑ نے انہیں صف اولیائیں پہنچایا

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم
آمین آمین آمین یارب العلمین

اور تیسری مرتبہ پھر ایسا ہی ہوا۔

حضرت غوث پاک قطب عالمؒ کو مہرِ مصطفویؐ اور حضرت مخدوم پاکؒ کو مہرِ ولایت عطا ہوئی حضرت عمر بن خطابؓ نے عرض کیا کہ سرکارؐ ان ارواحِ مقدسہ کا ظہور کس زمانہ میں ہوگا۔ اور ان کی کیفیت کیا ہوگی؟

آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ یہ دونوں اولاد علی المرتضیٰ سے ہوں گے ان جیسا کوئی مجدد نہ ہوگا۔ اور علی المرتضیٰ سے وردِ حرز یمانی سیف اللہ اجازت با اجازت بترکیب معنوی و روحی سہ جمالی و جلالی صفات ان کو پہنچے گا۔

اللهم صل وسلم وبارك على سيدنا ومولانا وحبيبنا محمد النبي الامي وعلى
اٰله واصحابه وعترته بعدد كل معلوم لك وبعدد خلقك ورضى نفسك وزنة عرشك
ومداد كلماتك استغفرالله الذى لا اله الا هو الحى القيوم واتوب اليه

اور قیام عالم تک ان کے خاندان میں یہ ورد رہے گا۔ ظہور غوث پاکؒ کا ۵۴۷ھ المقدس میں ہوگا۔

یہ سلسلہ فیض حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ سے شاہ عبد الرحیمؒ والد ماجد حضرت مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچا۔ ان کے والد صاحب شاہ سیف الدین، عبد الوہاب صاحبؒ کا یہ معمول رہا کہ ابتدائے حمل سے عبد الرحیمؒ عبد السلام فرزند اپنے کو کبھی پشت نہیں کی شاہ عبد الرحیمؒ پر حالت جذب وارد رہتی تھی اور ہوش و شکیب و خرد نے مفارقت کی۔ وہ یکم محرم الحرام ۵۵۹ھ المقدس شب جمعۃ المبارک

ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم
آمين آمين آمين يا رب العلمين

نماز تہجد کے وقت یَاھُوْ۔ یَامَنْ ھُوَ۔ یَامَنْ لَیس لَهٗ ھُوَ
اِلَّا ھُوَ زبان سے کہتے ہوئے اور گریبان چاک
کرتے ہوئے ایک طرف کو دوڑتے چلے گئے تھوڑی
دور تک نظر آتے رہے پھر غائب ہوگئے اور
تاریخ پنجم ذی الحجۃ الحرام ۵۵۹ھ المقدس بروز چہارشنبہ
بوقت نماز ظہر شہر ہرات (کابل) میں داخل ہوئے اور
ایک مکان کے سامنے جا کھڑے ہوئے۔ محمد بن اسحاقؒ
صاحب مکان نے بزرگوں کا نام اور پتہ پوچھا اور
پھر بڑے عزت و احترام سے اپنے ہاں ٹھہرایا۔

اور ایک خط بنام مولوی محمود عرف سلیمان
صاحب جو اولاد حضرت عمر فاروقؓ سے تھے اور اب

سکنہ کوٹھو وال نزد دیپالپور (ساہی وال) مقیم تھے۔ لکھا کہ "خوش قسمتی ہے کہ بغیر کسی جد وجہد و تلاش حضرت عبد الرحیم عبد السلامؒ مجھ کو میسّر آ گئے اور میں نے انکو پورے عزت و احترام سے اپنے ہاں ٹھہرایا ہے"۔

حضرت محمد بن اسحاقؒ بیان کرتے ہیں کہ آج حضرت مسعود العالمین شیخ فرید الدین گنج شکرؒ کے خط سے دریافت ہوا کہ ان کے والد صاحب مولوی محمود عرف سلیمان صاحبؒ حضرت عبد الرحیمؒ کے میسّر آنے کی خوش خبری سن کر ادائے شکریہ خدائے عزوجل جاں بحق تسلیم ہو گئے نیز انہیں حضرت مغفور و مرحومؒ نے ایک خط میں ارشاد فرمایا تھا کہ ایک شب میں نے دیکھا

اللھم صل وسلم وبارک علیٰ سیدنا ومولانا وحبیبنا محمد النبی الامی وعلیٰ
آلہ واصحابہ وعترتہٖ بعدد کل معلوم لک وبعدد تحلقک ورضی نفسک وزنۃ عرشک
ومداد کلماتک استغفراللہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ

کہ سرورِ کونینؐ نے ارشاد فرمایا کہ اپنی صاحبزادی ہاجرہ بی بی خاتونِ جمیلہ کا عقد عبد الرحیم عبد السلامؒ سے کرنا۔

والدہ حضرت مخدوم پاکؒ بیان فرماتی ہیں کہ بچے کی پیدائش سے تین روز پہلے سرکارِ غوث پاکؒ نے مجھ کو بشارت دی کہ

"شب پنج شنبہ آپ کو اللہ تعالیٰ فرزند عطا کرے گا۔ نام اس کا علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ ہے"۔

ایک آواز ایک شب قبل ولادت سے بہت واضح الظھور اللہ ہو" سماعت کیجا رہی تھی اور بتاریخ ۱۹ ربیع الاول ۵۹۲ھ المقدس شب پنج

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم
آمین آمین آمین یارب العلمین

اللھم صلِّ وسلّم وبارک علیٰ سیّدنا ومولانا وحبیبنا محمدٍ النبی الامی وعلیٰ
آلہٖ واصحابہٖ وعترتہٖ بعدد کلِّ معلوم لک وبعدد خلقک ورضیٰ نفسک وزنۃ عرشک
ومداد کلماتک استغفر اللہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ

شنبہ وقت تہجد مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ کی تشریف آوری ہوئی اور ایک آواز برق خشک آسمان سے با آواز لا الہٰ حاسدین پر گری اور شہر ہرات (کابل) میں زلزلہ ہوگیا۔

حضرت عبد الرحیمؒ عبد السلام مکتوب لطاب انوار المشہود میں تحریر فرماتے ہیں کہ جس وقت دایا مسماۃ لبھری بنت طباف نے مخدوم علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ سر مبارک کعبۃ اللہ کی طرف تھا۔ دایہ نے واسطے غسل دینے کے بغیر وضو قصد کیا۔ آگ تھرہ جسم میں پیدا ہوئی۔ اس کی سوزش سے توبہ کر کے علیحدہ کھڑی ہوگئی۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم
آمین آمین آمین یارب العلمین

والدہ مخدومؒ نے ہدایت کی اے دایہ یہ لڑکا اولاد غوث پاکؒ سے ہے۔ جلد وضو کر اور پھر اسے غسل دے۔ آپ کی پیش خبری سے تو ایک دفتر مرتب ہے۔ دایہ نے بموجب تعلیم تعمیل کی اور سرکار مخدوم پاکؒ کو بعد غسل کفنی متبرکہ پہنائی اور گود میں اٹھا لیا۔

مخدوم پاکؒ نے جو نظر آسمان کی طرف کھولی اور جوہی نظر چھت مکان پر پڑی فی الفور ہی ایک شدید آواز پیدا ہوئی اور پختہ چھت مکان کی شق ہو گئی۔ حضرت محمد بن اسحاقؒ نے یہ ہیبت ناک آواز سن کر والدہ مخدومؒ سے با آواز بلند عرض کی کہ اے

دخترِ نیک اختر جلد لڑکے کو مکان سے باہر لے آ۔ کہ مکان زمین پر گرا چاہتا ہے"۔ اس گفتگو میں تھے کہ چھت مکان کے اوپر سے اٹھی اور مکان کے پیچھے جا پڑی اور آسمان صاف نظر آنے لگا اور ابر کے ٹکڑے رنگ سرخ مثل یاقوت لمحان کے آسمان سے آتے اور جسم مقدس مخدوم پاکؒ کو ہم آغوش کرکے آسمان کو لوٹتے جاتے تھے اور ان بادلوں سے روشنی اور خوشبو نہایت لطیف سارے مکان میں پھیل گئی اور تھوڑے ہی عرصہ میں یہ خوشبو اور روشنی سارے شہر میں پھیل گئی اور لوگوں کے دماغ معطّر ہو گئے اور وقت طلوع آفتاب حضرات رجال الغیب

رقبا ابدال۔ نقبا۔ نجبا اغیاث اور اقطاب حضرت مخدومِ پاکؒ کے دست و پا کو بوسے دیکر شرفِ یاب ہوتے تھے۔

ایک بار بطابق مکتوب نطاب شاہ عبدالرحیم عبدالسلام صاحبؒ مخدوم پاکؒ نے سات ماہ دس روز کامل شیر والدہ نوش نہیں کیا۔ آثارِ صبر و قناعت روزِ اول ہی سے رونما ہونا شروع ہو گئے تھے۔ بجہت شیر نوش نہ کرنے پستانِ والدہ مخدوم پاکؒ میں ورم آگیا تھا اور اس انتظار میں علاج بھی نہ کیا جاتا کہ شاید کل دودھ پئیں آخر ماہ ذی قعدۃ النجیب ۵۹۳ھ المقدس مخدوم پاکؒ کے چہرہ منور پر بوسہ دیکر اکیس مرتبہ یا شیخ عبدالقادر

جیلانی شئ للہ مدد باذن اللہ تلاوت کرکے مخدوم پاکؒ کے قلب پر دم کیا۔ مخدوم پاکؒ نے آنکھیں کھولیں اور شیر نوشِ اس روز سے، فرمایا۔ تاریخِ ولادت سے ہی مخدوم پاکؒ نے یہ معمول رکھا کہ ایک دن شیر نوش فرمایا کرتے تھے اور دوسرے دن روزے سے رہا کرتے تھے۔ جب دوسرے سال میں شروع ہوگئے دو روز کے بعد تیسرے روز نوش کیا کرتے تھے اور دو روز صائم سے رہا کرتے تھے اور تیسرے سال خود بخود شیر نوش کرنے سے ہٹ گئے۔

چوتھا سال شروع ہوتے ہی مخدوم پاکؒ کی زبان کھلی بتاریخ ۱۲ ربیع الثانی بروز دوشنبہ قبل نماز فجر

اللهم صلّ وسلّم وبارک علیٰ سیّدنا ومولانا وحبیبنا محمّدٍ النبی الامی وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وعترتہٖ بعدد کلّ معلوم لک وبعدد خلقک ورضیٰ نفسک وزنۃ عرشک ومداد کلماتک استغفراللّٰہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ

کے مخدوم پاکؒ نے خواب سے بیدار ہوکر باآواز بلند فرمایا" لاموجودُ الاّ ھُو" اور سال بھر یہی کلمہ زبان پر رہا اور ساتھ ہی حال طاری ہو جاتا۔

شیخ فرید الدین عطارؒ اپنی تصنیف مکتوب نطاب ِ گمان الغریب میں فرماتے ہیں ہر روز دو چار مرتبہ مخدوم پاکؒ کا رنگ مبارک دفعتاً از حد سرخ ہوجاتا اور کف دہن مبارک پر آجاتا تھا اور ایک پہر کامل غافل رہا کرتے تھے اس حالت میں اگر کوئی مخدومؒ کو ہاتھ لگا لیتا تھا تو جسم میں آگ پیدا ہوجاتی تھی اور اس کی سوزش سے وہ شخص بے تاب ہوجاتا تھا- اور جب ہوش آتا تو مخدوم پاکؒ یہ کلمہ

ربّنا تقبل منّا انّک انت السّمیع العلیم
آمین آمین آمین یارب العلمین

اللّٰھم صلّ وسلّم وبارک علیٰ سیّدنا ومولانا وحبیبنا محمّدٍ النبی الامی وعلیٰ
اٰلہٖ واصحابہٖ وعترتہٖ بعدد کلّ معلوم لک وبعدد خلقک ورضیٰ نفسک وزنۃ عرشک
ومداد کلماتک استغفراللّٰہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ

زبان مبارک سے صادر فرماتے تھے "شکر الحمد اللہ یاغوث اعظم دستگیرؒ" جب مخدوم پاکؒ کی عمر مبارک پانچ سال ہونے میں دو روز باقی تھے۔ بتاریخ ۱ ربیع الاوّل ۵۹۷ھ المقدس بروز دوشنبہ نماز ظہر کے وقت حضرت عبدالرحیم عبدالسلامؒ کے درد زیر ناف شروع ہوا اور درد ہر لمحہ تیز ہونا شروع ہوا اس وقت ان کی زبان مبارک پر یہ کلمہ جاری تھا" یاشیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ مدد یادستگیر باذن اللہ"۔ یہ حالت دیکھ کر ہمعصر بزرگان کرام مخدوم پاکؒ کے پاس حاضر ہوئے اور ان کی صحت کے لئے دعا سے ملتجی ہوئے۔

جواب میں مخدوم پاکؒ نے فرمایا" کہ

ربّنا تقبل منّا انّک انت السّمیع العلیم
آمین آمین آمین یارب العلمین

رسول پاکؐ کی سواری تیار ہو رہی ہے۔ آسمانوں سے شور و غل کی آواز میرے کانوں میں آ رہی ہے۔ میرے والد صاحبؒ کو خلعت پہنا کر لے جاویں گے دعا سے کچھ حاصل نہ ہو گا" جس وقت یہ کلمات مخدوم پاکؒ کی زبان مبارک سے ادا ہو رہے تھے روح پاک عبد الرحیم عبد السلامؒ جسم پاک سے مفارقت کر گئی اور وہ اپنی حقیقت سے واصل ہو گئے۔ نہایت لطیف خوشبو سے گھر معطر ہو گیا اور تھوڑے عرصہ میں خوشبو دور دور محیط ہو گئی۔

والد صاحبؒ کے وصال سے پورا ایک سال حضرت مخدوم پاکؒ مکمل خاموش رہے لوگوں کا قاعدہ تھا

جو سلام کو حاضر ہوتا، بخوشی آپ کے جسم اطہر کو بوسہ دیتا، حال وارد ہو جاتا اور استغراق میں چلا جاتا۔ جب آپ کی عمر چھ سال کی ہوئی تو کبھی کبھی آنے والوں کو ان کی باتوں کا جواب بھی دے دیتے اور بعض اوقات کچھ ضرورت ہوتی تو والدہ صاحب سے طلب فرما لیا کرتے تھے۔

جب ساتواں سال شروع ہوا گذر اوقات بڑی عسرت سے ہونے لگی لیکن والدہ مکرمہ و معظمہ اس کا ذکر کسی سے نہیں فرمایا کرتی تھیں۔ چوتھے یا پانچویں روز نانِ جویں خشک میسر آتی تھی اور حضرت مخدوم پاکؒ آٹھ پہر میں ایک بار مغرب کے وقت تھوڑا سا پانی پیا کرتے

اللّٰھم صلّ وسلّم وبارك علیٰ سیّدنا ومولانا وحبیبنا محمدٍ النبی الامی وعلیٰ
آلہٖ واصحابہٖ وعترتہٖ بعدد کلّ معلوم لك وبعدد خلقك ورضیٰ نفسك وزنۃ عرشك
ومداد کلماتك استغفراللّٰہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ

تھے۔ یا کبھی آپ نانِ خشک میسر آنے پر تناول بھی فرما لیتے تھے اور بغیر بستر شب بسری ہوتی۔

حضرت مخدوم پاکؒ کے والد صاحب کے ایک عقیدت مند حضرت محمد ابو القاسم گرگامی صاحبؒ ان کے پاس رات کو ہوتے تھے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ تہجد کے وقت ایک آواز مہیب سنائی دیتی تھی۔ "ظہور اللہ ہوں" وہ بیان کرتے ہیں کہ پہلے ہم لوگ یہ سمجھتے کہ آواز مہیب مکان کے اندر سے آتی ہے، جب میں اندر سے جا کر سنتا تو آواز باہر سے آتی معلوم دیتی۔ غرضیکہ کافی لوگوں نے اس آواز کو سُنا۔ وہ مزید لکھتے ہیں کہ جب حضرت مخدوم پاکؒ کی عمر شریف سات برس

ربّنا تقبل منّا انّك انت السّمیع العلیم
آمین آمین آمین یارب العالمین

کی ہو گئی یہ آواز خود بخود بند ہو گئی۔ بعدازاں اگر کبھی اس بات کا تذکرہ حضرت مخدوم پاکؒ سے ہوتا۔ تو شرما جاتے اور تبسم فرماتے۔

محمد ابوالقاسم گرگامی صاحبؒ فرماتے ہیں کہ ایک رات والدہ سرکار مخدوم پاکؒ نے مجھ کو بلا کر نہایت خوشبودار اور لذیذ پکے ہوئے چاول دیکھائے جیسے کہ میں نے پہلے نہ دیکھے اور نہ سنے تھے حیران ہو کہ والدہ مخدوم پاکؒ سے اس بارے میں استفسار کیا فرمانے لگیں "کہ آج صبح کے وقت مخدوم پاکؒ نے مجھ سے کہا تھا کہ مجھے شدت گرسنگی کی ہے کچھ کھانا کھلا دیجئے دوپہر تک میں نے حیلے بہانے سے ٹالا

کیونکہ ہمارے ہاں تھا ہی کچھ نہیں۔ ہر چند ترکیب کھانے کی کرتی رہی مگر اتفاق ایسا ہوا کہ ایک دانہ بھی میسّر نہ ہوا اور سوال کرنے کو طبیعت نہ چاہی۔

مگر جب مخدوم علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ نمازِ ظہر ادا کرکے میرے پاس آئے شدت گرسنگی سے بے تاب تھے۔ میں نے ان کے اطمینان کے واسطے دیگچی میں صرف پانی ڈال کر آگ پہ رکھ دیا۔ جب مخدوم پاکؒ کھانا طلب کرتے۔ میں کہہ دیتی ابھی تیار نہیں ہوا۔ آخر کار نماز مغرب کے بعد نہایت بے تاب ہو کر مجھ سے کہنے لگے "کہ آپ مجھ کو کچا ہی کھلا دیجئے۔ یہ فرما کر مخدوم پاکؒ خود اس پانی کو دیکھ کر فرمانے لگے کہ چاول تو پک

گئے ہیں۔ آپ مجھ کو جلدی سے کھلا دیجئے ہیں چاولوں کا پک جانا سن کر متحیر ہوئی۔ جاکر دیکھا چاول پکے ہوئے تھے۔ یہ لذت اور خوشبو ان چاولوں کی ہے۔ اس لئے آپ کی خدمت میں عرض ہے کہ اب یہ باطنی تعلیم کی فیض یابی کے اہل ہیں۔ آپ رائے دیں تو ان کو حضرت فرید الدین مسعود العالمینؒ اغیاث ہند کے پاس پہنچا دیں"۔

ابوالقاسم گرگامیؒ نے یہ چاول خود اور دوسرے اصحاب کو بھی تبرکاً کھلائے۔ سب حضرات کی رائے اس بات پر متفق ہوئی کہ سرکار مخدوم پاکؒ کو حضور مسعود العالمینؒ کے پاس پاک پتن شریف پہنچا دیا جائے۔ غرض سامان

اللّٰھم صلّ وسلّم وبارک علیٰ سیّدنا ومولانا وحبیبنا محمدؐ النبی الامی وعلیٰ
آلہٖ واصحابہٖ وعترتہٖ بعدد کلّ معلوم لک وبعدد خلقک ورضیٰ نفسک وزنۃ عرشک
ومداد کلماتک استغفر اللّٰہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ

سفر فراہم کر کے حضرت ابو القاسم گرگامیؒ ہمراہ والدہ صاحبہ مخدوم پاکؒ ہرات (کابل)، سے عازم پاک پتن شریف ہوئے۔ راستہ میں علیم اللہ ابدال حضرت ابوالقاسم گرگامیؒ سے ملاقاتی ہو کر کہنے لگے کہ اگر حکم ہو تو یہ ناچیز مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہندؒ کو آپ کے تشریف لانے کی اطلاع دے مگر انہوں نے منع فرمایا۔ غرضیکہ یہ قافلہ ہرات (کابل)، سے گیارہ روز میں ۱۵ شعبان المعظم ۵۷۰ھ ہجری المقدس بروز چہار شنبہ وقت نماز عصر بہ برکت تلاوت اسم اعظم پاک پتن شریف پہنچ گیا۔

سرکار مسعود العالمین اغیاث ہندؒ نے سرکار مخدوم پاکؒ کو اپنی گود میں بٹھایا اور حالت جذب عجیب

ربّنا تقبل منّا انّک انت السمیع العلیم
آمین آمین آمین یارب العلمین

اللھم صل وسلم وبارک علیٰ سیدنا ومولانا وحبیبنا محمد النبی الامی وعلیٰ اٰلہٖ واصحابہٖ وعترتہٖ بعدد کل معلوم لک وبعدد تخلقک ورضیٰ نفسک وزنۃ عرشک ومداد کلماتک استغفراللہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ

کیفیت حضرت مخدوم پاکؒ پر طاری ہو رہی تھی۔ کہ حضرت مسعود العالمینؒ نے فرمایا۔

"کہ اپنا کرتا تو اوپر اٹھاؤ" مخدوم پاکؒ خاموش رہے نا چار والدہ مخدوم پاکؒ نے کرتا اوپر اٹھایا اور دائیں شانے کے نیچے بالوں کا ایک عجیب گچھا دیکھا۔

حضرت مسعود العالمینؒ نے ہمشیرہ سے فرمایا "کہ تمہیں علم ہے کہ یہ کیسا بالوں کا گچھا ہے"۔ ہمشیرہ عرض کرنے لگیں "سنتی ہوں۔ یہ خوش قسمتی کی علامت ہے۔ اگر خوش قسمتی یہی ہے۔ کہ صغرسنی میں والد فوت ہو جائے تو میرا علی احمد واقعی خوش قسمت ہے"

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم
آمین آمین آمین یارب العلمین

اللهم صلّ وسلّم وبارك على سيّدنا ومولانا وحبيبنا محمّدنِ النبي الامي وعلى
آلهٖ واصحابهٖ وعترتهٖ بعدد كلّ معلوم لك وبعدد خلقك ورضى نفسك وزنة عرشك
ومداد كلماتك استغفر الله الذى لا اله الا هو الحى القيوم واتوب اليه

یہ کہتے کہتے ان کا دل بھر آیا اور آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔

بابا فریدؒ نے فرمایا "رونے کی کوئی بات نہیں خدا نے ان کی پشت پر سیاہ بالوں کی ترتیب سے لفظ "ولی اللہ" لکھ دیا ہے یہ کوئی معمولی بشارت نہیں"۔

تین سال گزر گئے اور تعلیم میں حضرت مخدوم پاکؒ نے اس عرصہ میں وہ کچھ حاصل کر لیا جو کوئی دوسرا چھ سال میں بھی حاصل نہ کر سکتا تھا۔ ماں کو اپنے گھر کی یاد ستانے لگی لیکن وہ علی احمد کو ہمراہ نہیں لیجانا چاہتی تھیں انہیں کچھ پتہ نہ لگا۔

ربّنا تقبل منّا انّك انت السّميع العليم
آمين آمين آمين يا رب العلمين

اللّٰھم صلّ وسلّم وبارک علیٰ سیّدنا ومولانا وحبیبنا محمدؐ النبی الامی وعلیٰ
الہٖ واصحابہٖ وعترتہٖ بعدد کلّ معلوم لک وبعدد تحلقک و رضی نفسک وزنۃ عرشک
ومداد کلماتک استغفراللّٰہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ

کہ ان کی عدم موجودگی میں مقفل گھر اور گرہستی کا کیا حشر ہوا ہے۔ انہوں نے اپنے ارادے کا ذکر بابا فریدؒ سے کیا۔ تو آپ نے بخوشی واپسی کی اجازت دے دی اور ایک چھوٹی سی تقریب منعقد کرکے بہن کے سامنے اپنے بھانجے کو شرف مریدی بخشا۔

حضرت مسعود العالمینؒ نے اس موقع پر اپنی ہمشیرہ کا شکریہ بھی ادا کیا۔ کہ میں نہایت احسان مند ہوں کہ آپ نے ایسا فرزند مجھے لا کر دیا۔ حضرت مسعود العالمینؒ نے محسوس فرمایا کہ بہن کی خوشی میں فکر و اندیشہ بھی موجود ہے۔ آپ نے پوچھا تم ملول کیوں ہو۔؟

ربّنا تقبل منّا انّک انت السّمیع العلیم
آمین آمین آمین یا رب العلمین

بہن نے ممتا بھرے دل اور درد مند آواز میں کہا۔

"بھائی! جانے سے پہلے ایک گزارش کروں گی"۔

بابا فریدؒ نے شفقت آمیز نظروں سے بہن کو دیکھا اور پوچھا "کہو کیا کہنا چاہتی ہو"؟

بہن نے رقت سے عرض کیا "میرے بچے نے بڑی مصیبتیں اٹھائی ہیں۔ میں اسے آپ کے پاس چھوڑ کر ہرات (کابل) جا رہی ہوں۔ میں بس اتنا چاہتی ہوں کہ میرا علی احمد رحمۃ اللہ علیہ بھوکا نہ رہے"۔

بابا فریدؒ نے غریبوں اور مستحقوں کے لیے

لنگر جاری کر رکھا تھا۔ آپ نے اسی وقت لنگر کی تقسیم کا کام حضرت مخدوم پاکؒ کے سپرد کر دیا۔ اور بہن سے فرمایا "اب تو تم خوش ہو آج سے لنگر کی تقسیم کا کام یہ کریں گے"۔

ماں خوش خوش ہرات (کابل)، واپس چلی گئیں۔ اور بٹیا اپنے ماموں کی آغوشِ تربیت میں اپنی عمر کے ماہ و سال گزارنے لگا۔ لیکن عالم یہ تھا کہ صحت روز بروز گرتی جارہی تھی۔ یہاں تک کہ بارہ سال کے بعد جب ماں دوبارہ اپنے بیٹے اور بھائی سے ملنے پاک پتن شریف لائیں اور ہڈیوں کے ڈھانچے مخدوم پاکؒ کو اپنے سامنے لرزاں دیکھا

اللھم صل وسلم وبارک علیٰ سیدنا ومولانا وحبیبنا محمد النبی الامی وعلیٰ
آلہٖ واصحابہٖ وعترتہٖ بعدد کل معلوم لک وبعدد خلقک ورضی نفسک وزنۃ عرشک
ومداد کلماتک استغفر اللہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ

تو دل مسوس کر رہ گئیں اور آنکھیں بھر آئیں۔

بیٹے کو مل کر بھائی کے پاس آئیں۔

صدمے اور جذبات کی شدت کی وجہ سے کہنا کچھ چاہتی تھیں اور زبان سے نکلتا کچھ تھا آخر بدقت تمام کام کی بات بس اتنی ہی کہہ سکیں، "بھائی! کیا میں نے چلتے چلتے آپ سے یہ درخواست نہیں کی تھی کہ میرے علی احمد رحمۃ اللہ علیہ کو بھوکا نہ رکھنا" پھر سرکار مخدوم پاکؒ کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے کہا "ذرا ان کی صحت تو ملاحظہ فرمائیں ہڈیوں کا ڈھانچہ بن گیا ہے۔ اس کے بعد وہ آنچل میں منہ چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگیں۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم
آمین آمین آمین یا رب العلمین

باباصاحبؒ نے بارہ سال میں شاید پہلی بار ہڈیوں کے اس پنجر کو بغور دیکھا اور فرمایا "نہیں! ہم نے بخدا بھوکا نہیں رکھا۔ آپ کو خوب معلوم ہے کہ ہم نے آپ کے سامنے ہی لنگر کی تقسیم کا کام ان کے سپرد کر دیا تھا۔ یہ لنگر خانے کے حاکم و مختار تھے۔ جس کو چاہتے دیتے اور جس کو چاہتے نہ دیتے۔ اس لنگر سے جو چاہتا تھا کھاتا کسی نے ان کا ہاتھ تو نہیں پکڑ رکھا تھا"۔

ماں نے بیٹے کو سوالیہ نظروں سے دیکھا جیسے کہ پوچھ رہی ہوں "پھر تمہارا حال یہ کیونکر ہوا"؟ بیٹے نے چونکا دینے والا جواب دیا "اماں!

اللھم صلّ وسلّم وبارک علیٰ سیّدنا ومولانا حبیبنا محمدؐ النبی الامی وعلیٰ الہٖ واصحابہٖ وعترتہٖ بعدد کلّ معلوم لک وبعدد خلقک ورضی نفسک وزنۃ عرشک ومداد کلماتک استغفراللہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ

ماموں جان نے لنگر تقسیم کرنے کا کام میرے سپرد کیا تھا۔ خود ہیں کھانے کی اجازت تو نہیں مرحمت فرمائی تھی۔"

بابا فریدؒ نے شفقت سے بھانجے کو دیکھا اور دریافت فرمایا" پھر آپ بارہ سال تک کہاں سے کھاتے پیتے رہے"۔ سعادت مند بھانجے نے جواب دیا "نباتات گھاس اور پتے وغیرہ"

بابا فریدؒ نے فرطِ مسرت سے فرمایا" آپ نے صبر کی حد کر دی۔ علی احمد آپ صابر ہیں۔ اور اس میں آپ یکتا ہیں" اس کے بعد آپ کو صابر رحمۃ اللہ علیہ کہا جانے لگا۔ ماں نے مجسمہ صبر ورضا علی احمدؒ

ربّنا تقبل منّا انّک انت السّمیع العلیم
آمین آمین آمین یارب العلمین

کی طرف دیکھا اور انہیں ایسا محسوس ہوا جیسے ان کا شکایت بھرا دل رنجش سے پاک ہو چکا ہے۔

دلوں کی کیفیت جان لینے والے بابا فریدؒ نے ماں بیٹے پر فاتحانہ نظر ڈالی۔ ان کے چہرے کا سکون اور لہجے کی طمانیت یہ بتا رہی تھی کہ علی احمد رحمۃ اللہ علیہ کے اندر ودیعت کئے ہوئے صبر وتحمل کا وہ جوہر جو بارہ سال کی مدتِ آزمائش میں کھل کر سامنے آگیا تھا۔ اس طریقے پر پرکھا جا سکتا تھا۔ اور وہ اس طرح سامنے لایا جا سکتا تھا۔ رہی سہی کسر بابا فریدؒ نے بھانجے کو سینے سے لگا کر پوری کر دی۔ ہوتا یوں تھا کہ حضرت مخدوم پاکؒ نماز مغرب کے بعد اور نماز

اللّٰھم صلّ وسلّم وبارک علیٰ سیّدنا ومولانا وحبیبنا محمّدٍ النبی الامی وعلیٰ
آلہٖ واصحابہٖ وعترتہٖ بعدد کلّ معلوم لک وبعدد خلقک ورضیٰ نفسک وزنۃ عرشک
ومداد کلماتک استغفراللّٰہ الذی لا الٰہ الا ھوالحی القیوم واتوب الیہ

اشراق کے بعد اپنے حجرہ سے باہر تشریف لاتے اور لنگر تقسیم فرماتے اور پھر حجرہ شریف میں تشریف لے جاتے۔ دُعائے نُورؔی آپ کی زبان پاک سے ادا ہوتی تھی۔

حضرت مسعود العالمینؒ مکتوب بہ نطاب بسّر العَبُودِّیت میں فرماتے ہیں کہ ہمارے صاحبزادے نعیم الدین صاحب جو تین سال کی عمر کے تھے ایک روز کواڑ حجرہ صابر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اندر جھانکنے لگے۔ اسی وقت خون استفراغ میں ڈوب کر فوت ہو گئے اور چند روز کے بعد فرید بخش فرزند جن کی عمر ایک سال کی تھی نے حجرہ صابر رحمۃ اللہ علیہ کی طرف

ربّنا تقبل منّا انّک انت السّمیع العلیم
آمین آمین آمین یارب العلمین

منہ کر کے پیشاب کر دیا ایک پسونے ان کے
ڈنگ مارا اور ان کے منہ سے خون جاری ہو گیا
اور ایک پہر کے عرصہ میں جان بحق تسلیم ہوئے۔
ان واقعات سے لوگوں اور خداموں کو خبردار کیا
گیا کہ مخدوم علی احمد رحمۃ اللہ علیہ برہنہ شمشیر ہیں۔ جو کوئی
ان کے قریب ہو گا۔ ہلاک ہو جائے گا۔ جن پر ان
کی نظر پڑ جائے گی وہ ہدف ناوکِ قضا ہو گا۔
جب وہ حجرہ سے باہر تشریف لائیں کوئی انکے
سامنے نہ ہوا کرے اس کے گیارہ روز بعد فرزند
عزیز الدین نے جن کی عمر اس وقت بائیس سال
کی تھی۔ بغیر اجازت مخدوم پاکؒ کے لنگر خانے

میں جا کر فرمایا" کہ آج لنگر ہم تقسیم کریں گے"۔
خدام نے ہر چند فہمائش کی یہ خدمت مخدوم پاکؒ کی ہے۔ آپ ان کی اجازت کے بغیر اس خدمت میں دخل نہ دیں مگر عزیز الدین صاحب نے ایک نہ مانی اور جواب دیا" کہ لنگر ہمارے باپ کا ہے تم لوگ کیوں مخالفت کرتے ہو" اور لنگر تقسیم کرنا شروع کر دیا اور اس بات کا انہوں نے اپنی والدہ صاحبہ سے گھر ذکر کیا۔ انہوں نے فرمایا" خدا خیر کرے ابھی دو لڑکے تو قضا کر چکے ہیں۔ یہ تو نے کیا غضب کیا"۔ جب مخدوم پاکؒ اپنے حجرہ سے باہر تشریف لائے اور

اللھم صلّ وسلّم وبارک علیٰ سیّدنا ومولانا وحبیبنا محمدنِ النبی الامی وعلیٰ
آلہٖ واصحابہٖ وعترتہٖ بعدد کلّ معلوم لک وبعدد خلقک ورضیٰ نفسک وزنۃ عرشک
ومداد کلماتک استغفراللّٰہ الذی لا الٰہ الا ھوالحی القیوم واتوب الیہ

خدام سے کہا کہ لنگر لاؤ تقسیم کروں تو خدام خاموش ہو رہے۔ آپ نے پھر فرمایا" لنگر لاؤ تاکہ تقسیم ہو" اس پر خدام نے عرض کی "عزیز الدین صاحب لنگر تقسیم فرما گئے ہیں"۔

حضرت مخدوم پاکؒ نے فرمایا کہ جو بچا ہو وہ ہی لے آؤ۔ وہ میں تقسیم کروں گا"۔ خدام نے عرض کی" کچھ نہیں بچا۔ سب وہ تقسیم کر گئے ہیں"۔

آپ نے اس پر فرمایا" پھر خود کیوں بچا"

یہ کلمہ مخدوم پاکؒ کی زبان سے نکلا ہی تھا کہ روح صاحبزادہ عزیز الدین کے جسم سے پرواز کر گئی اور گھر میں کہرام مچ گیا۔ حضرت مخدوم پاک رحمۃ علیہ

ربّنا تقبل منّا انّک انت السّمیع العلیم
آمین آمین آمین یارب العلمین

اللھم صل وسلم وبارک علیٰ سیدنا ومولانا وحبیبنا محمد ن النبی الامی وعلیٰ
آلہ واصحابہ وعترتہ بعدد کل معلوم لک وبعدد خلقک ورضی نفسک وزنۃ عرشک
ومداد کلماتک استغفر اللہ الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ

نے ایام شیر خواری میں جو صبر کیا تھا اور آپ کو عالم رؤیا میں احکام پیش خبری عظمت اور فضیلت معلوم ہو چکے تھے۔

حضرت مسعود العالمینؒ کی شادی ہندوستان کے بادشاہ غیاث الدین کے یہاں ہوئی تھی۔ اب ان بادشاہ زادی کی بچی بھی جوان ہو رہی تھی والدہ مخدوم دوجہاںؒ کو یہ بچی بھی بہت اچھی لگتی تھیں۔ مخدوم دوجہاںؒ بھی جوان ہو چکے تھے ان کی خواہش تھی کہ اپنے بیٹے کا جیتے جی سہرا دیکھ لیں۔ لڑکی گھر میں موجود تھی۔ انہوں نے اپنی درخواست اپنے بھائی کو پیش کر دی۔ بابا فریدؒ نے جواب دینے کی

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم
آمین آمین آمین یارب العلمین

بجائے فکرمندانہ سکوت اختیار کیا۔ بہن نے اس
تردّد کا مطلب پوچھ لیا بولیں
"کیا علی احمد آپ کا بھانجا نہیں ہے"
بابا فرید نے جواب دیا" کیوں نہیں"
بہن نے جوش سے پوچھا" کیا ان میں
آپ کا خون موجود نہیں"
بابا فریدؒ نے جواب دیا" ہے کیوں نہیں"
بہن نے تردد سے پوچھا" پھر آپ کو
اس رشتہ میں تامّل کیوں ہے"۔ بابا فریدؒ نے بدستور
فکرمند لہجے میں جواب دیا۔ یہ بات نہیں ہے بہن ہم
کسی اور ہی بات سے فکرمند ہیں۔

اللھم صل وسلم وبارک علیٰ سیدنا ومولانا وحبیبنا محمدن النبی الامی وعلیٰ
آلہٖ واصحابہٖ وعترتہٖ بعدد کل معلوم لک وبعدد خلقک ورضیٰ نفسک وزنۃ عرشک
ومداد کلماتک استغفراللہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ

جذباتی بہن نے غصہ میں کہا "کہ شاید اس لیے یہ بیوہ کا لڑکا ہے۔ آپ کی بیٹی شہنشاہ ہند کی نواسی ہے۔ اس وجہ سے شاید آپ اس رشتہ کو قابلِ اعتنا سمجھتے ہیں"۔

بابا فریدؒ نے نرمی سے فرمایا "آپ نے ہمارے تامل کا غلط مطلب لیا ہے۔ ہم تو صرف اس لیے فکر مند ہیں کہ شادی انہیں راس نہیں آئے گی- ان کا جلال لڑکی کو ہلاک کر دے گا اگر آپ اس رشتہ پر بضد ہیں تو ہم دونوں کی شادی کیے دیتے ہیں لیکن اس شادی کا انجام وہی ہو گا جو ہم نے آپ سے ذکر کیا ہے"۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم
آمین آمین آمین یا رب العلمین

اللّٰھم صلّ وسلّم وبارک علیٰ سیّدنا ومولانا وحبیبنا محمدٍ النبی الامی وعلیٰ
آلہٖ واصحابہٖ وعترتہٖ بعدد کلّ معلوم لک وبعدد خلقک ورضیٰ نفسک وزنۃ عرشک
ومداد کلماتک استغفر اللّٰہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ

بتاریخ ۱۲؍شوال المکرم ۶۱۳ھ ہجری المقدس نماز مغرب سے قبل نکاح مخدوم دو جہاںؒ کا منعقد ہوا۔ شب کو والدہ مخدوم دو جہاںؒ نے خلافِ معمول مخدوم دو جہاںؒ کے حجرہ میں چراغ روشن کیا اور دلہن کو حجرہ میں پہنچا دیا اور خود دروازہ حجرہ پر بیٹھی رہیں اور عروس اندرون حجرہ بحضور مخدوم دو جہاںؒ دست بستہ کھڑی رہیں جب وقت تہجد کے مخدوم دو جہاںؒ کو مراقبہ فنا سے فرصت ملی۔ مخدوم دو جہاںؒ نے عروس سے فرمایا "کون"؟ عروس نے عرض کیا "میں آپ کی زوجہ ہوں۔ مخدوم دو جہاںؒ نے فرمایا کہ "خدا تو فرد ہے زوجہ

ربّنا تقبل منّا انّک انت السّمیع العلیم
آمین آمین آمین یا رب العلمین

سے کیا کام"؟

اسی وقت زمین سے ایک آگ پیدا ہوئی کہ تمام جسم عروس جل کر خاک ہوگیا۔ والدہ مخدوم دوجہاں نے یہ گفتگو سن کر چاہا کہ جا کر مخدوم دو جہاںؒ کو فہمائش کروں۔ زنجیر حجرہ کی کھول کر جانے میں یہ امر طے ہو چکا تھا اندرون حجرہ پہنچ کر والدہ نے مخدوم دو جہاںؒ کی پشت پر دونوں ہاتھ مارے اور کہا" میں تیرے ماموں کو کیا جواب دوں گی"؟!

مخدوم دو جہاںؒ نے جواب دیا" میں نے کیا کیا۔" والدہ مخدوم دو جہاںؒ نے جواب دیا" کہ میں

اللھم صلّ وسلّم وبارک علیٰ سیّدنا ومولانا وحبیبنا محمدنِ النبی الامی وعلیٰ
آلہٖ واصحابہٖ وعترتہٖ بعدد کلّ معلوم لک وبعدد خلقک ورضیٰ نفسک وزنۃ عرشک
ومداد کلماتک استغفراللہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ

نے تیرا نکاح آج تیرے ماموں کی دختر سے منعقد
کیا تھا اور عروس کو تیرے حجرے میں لائی تھی۔
تو نے اس کو جلا دیا۔خاک کا ڈھیر یہ موجود ہے"۔
مخدوم پاکؒ نے فرمایا کہ "مجھ کو اس کا کوئی علم نہیں"
جب یہ چھوٹا سا کنبہ یک جا ہوا اور
سوگوار چہرے آمنے سامنے بیٹھے تو بابا فریدؒ نے
رنج اور صدمے سے آبدیدہ بہن کی طرف دیکھا
جیسے کہہ رہے ہوں۔ دیکھ لیا تم نے ہم جو کہتے
تھے وہ ہو کر رہا۔ بہن نے اشکبار نظروں سے
بھائی کو دیکھا اور شرم و ندامت سے نظریں
چرانے لگیں وہ اپنی ضد پر بہت زیادہ شرم سار

ربّنا تقبل منّا انّک انت السّمیع العلیم
آمین آمین آمین یا رب العلمین

اور نادم تھیں اس روز سے والدہ مخدوم پاکؒ عارضہ بخار میں مبتلا ہوگئیں جس سے وہ جانبر نہ ہوسکیں اور ۲ محرم الحرام ۶۱۴ھ ہجری المقدس بروز جمعۃ المبارک حالت استغراق میں جان بحق تسلیم ہوئیں۔ شب جمعہ جب مخدوم دوجہاںؒ لنگر تقسیم کرنے حجرہ سے باہر تشریف لائے تو خدام نے عرض کیا "کہ آپ کی والدہ صاحبہ کا وصال ہو گیا ہے اور جنازہ کوٹھوال (دیپالپور ضلع ساہی وال) واسطے دفن جانا ہے۔ حضور بھی جنازہ میں شریک ہوں۔"

مخدوم پاکؒ نے جواب دیا کہ "مجھ کو لنگر

خدا سے زیادہ والدہ عزیز نہیں ہیں۔ وہاں جناب باباصاحبؒ کا ہونا کافی ہے۔ لنگر تقسیم فرما کر آپ واپس اپنے حجرہ میں تشریف لے گئے تو پھر حالت استغراق سے فرصت نہیں ملی جو لنگر تقسیم فرماتے۔ آپ نے تیرہ سال سات ماہ گیارہ یوم لنگر تقسیم فرمایا۔

اس کے بعد مخدوم پاکؒ کی ریاضت اور مجاہدے میں اتنی شدت آگئی کہ انہیں دنیا کا ہوش ہی نہیں رہا۔ دنیا سے ملنا جلنا بات چیت کرنا چھوڑ دیا۔ زبان میں اتنی تاثیر پیدا ہوگئی کہ منہ سے جو نکل جاتا وہ ہو کر رہتا۔ لوگ ان کے

جلال سے ڈرنے لگے اور دور رہتے اور یہی حکم
باباجیؒ نے لوگوں اور خدام کو دے رکھا تھا۔ کہ
یہ ننگی تلوار ہیں۔ بابا فریدؒ ان کے روحانی ارتقا سے
بخوبی آگاہ تھے۔ آپ نے اولیاء کرام اور بزرگان
دین کو اکٹھا کیا اور ان کی موجودگی میں مخدوم دوجہاںؒ
کے سر پر اپنی کلاہ رکھ کر اس پر سبز عمامہ باندھ دیا۔
آخر میں ایک قینچی بھی اس غرض سے عطا کی گئی کہ
بالوں کی تراش خراش میں آسانی رہے۔ مصلیٰ نماز
کے لیے عطا فرمایا اس تقریب میں انہیں دہلی کی
ولایت کا پروانہ تقرری بھی عطا کیا گیا۔ لیکن اس
کے لیے یہ شرط لگا دی کہ یہ پروانہ اس وقت

ربّنا تقبل منّا انّک انت السّمیع العلیم
آمین آمین آمین یارب العلمین

تک کار آمد نہ ہو گا. جب تک اس پر قطبِ عصر شیخ جمال الدین صاحب ہانسویؒ اپنی مہرِ قطبیت نہ لگا دیں گے۔

سرکار مخدوم پاکؒ یہ پروانہ قُطبیت لے کر ہانسی روانہ ہو گئے۔ ڈولے میں سوار علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ شانِ بے نیازی سے جمال الدین ہانسویؒ کی خانقاہ میں حاضر ہوئے تو شیخ جمال الدینؒ ان کی پیشوائی کو آگے بڑھے۔ ان کا خیال تھا کہ یہ ڈولا ان کے قریب ہی رُک جائے گا۔ لیکن سرکار مخدوم دوجہاںؒ نے اس بات کی پرواہ کیے بغیر ڈولے کو آگے بڑھ جانے دیا اور خانقاہ کے اندر لبِ

فرش پہنچ کر ڈولے کو روک کو باہر نکلے۔ اِن کی بے نیازی حضرت جمال الدینؒ کو پسند نہ آئی۔ اس کے باوجود خندہ پیشانی سے خوش آمدید کہا اور نہایت تعظیم اور اعزاز و اکرام سے اپنی مسند پر بٹھایا۔ نماز مغرب کا وقت ہو چکا تھا۔ دونوں نے ایک ساتھ نماز ادا کی۔ نماز کے بعد ہر سو اندھیرا پھیل چکا تھا۔ خانقاہ میں ابھی تک چراغ نہیں جلا تھا۔ سرکار مخدوم دو جہاںؒ نے فرمان قطبیت کھول کر حضرت جمال الدین ہانسویؒ کے سامنے رکھ دیا اور فرمایا اُس پر مُہر ثبت کر دیجئے۔"

حضرت جمال الدینؒ نے اندھیرے کا

عذر کیا" اس وقت اندھیرا ہے۔ رات کو آرام کیجئے
صبح لگا دیں گے"۔

سرکار مخدوم دو جہاںؒ نے مجبور کیا" حضرت
تامل نہ کیجئے اسی وقت مہر لگا دیجیے اور مرید کو
حکم دیجیےؒ کہ چراغ لے آئے"۔

حضرت جمال الدین صاحبؒ نے اسی
وقت چراغ طلب فرمایا اور اُچاٹ دلی سے مہر
لگانے پر آمادہ ہو گئے اتفاق کی بات کہ چراغ
آتے آتے بجھ گیا۔

حضرت جمال الدین صاحبؒ نے
بے دلی سے فرمایا" کہ علی احمد! صبر کرو۔ صبح نماز فجر

کے بعد مہر لگا دوں گا"۔

سرکار مخدومؒ نے اس عذر کو رد کر دیا۔
اپنی انگلی پر کچھ پڑھ کر دم فرمایا وہ چراغ کی طرح روشن ہو گئی۔ روشن انگلی آگے بڑھاتے ہوئے فرمایا "لیجئے روشنی ہو گئی فرمان پر مہر لگا دیجئے"۔

حضرت جمال الدین صاحبؒ یہ برداشت نہ کر سکے۔ فرمان قطبیت غصّے میں چاک کر دیا۔ اور اس کے پرزے ہوا میں اڑا دیئے اور گرم مزاج طالب قطبیت کو غصہ میں فرمایا" یہ گرم مزاجی ہے تحمل پیدا کرو۔ دہلی والے اس گرم مزاجی کو کس طرح برداشت کریں گے۔ آپ تو

جس وقت جوش میں آئیں گے انہیں جلا کر خاک
کر دیں گے"۔

اپنے پیرومرشد کے فرمان کو چاک
ہوتے دیکھ کر مخدوم دوجہاںؒ بھی مشتعل ہو گئے۔
اور غصہ میں پیر پٹکتے ہوئے فرمایا۔

"کوئی پرواہ نہیں آپ نے ماموں فریدؒ کا
فرمان قطبیت چاک کیا ہم نے آپکا سلسلہ قطبیت ہی
چاک کر دیا"۔

جب یہ جنگ ہو رہی تھی، پاک پتن
(اجودھن) میں بابا فریدؒ وضو فرما رہے تھے انہوں
نے حاضرین سے متبسّم ہو کر فرمایا۔

اللھم صل وسلم وبارک علیٰ سیدنا ومولانا وحبیبنا محمدن النبی الامی وعلیٰ
آلہٖ واصحابہٖ وعترتہٖ بعدد کل معلوم لک وبعدد خلقک ورضیٰ نفسک وزنۃ عرشک
ومداد کلماتک استغفراللہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ

"خدا خیر کرے۔ دو بڑے پہلوان پنجہ آزمائی کر رہے ہیں"۔

سرکار مخدوم دوجہاںؒ دل برداشتہ ہو کر واپس اجودھن تشریف لے آئے اور بابا فریدؒ کو پوری روئیداد سنا کر دریافت فرمایا "اب فیقر کے لیے کیا حکم ہے"؟ بابا فریدؒ نے افسوس سے جواب دیا۔ "پارہ کردہٗ جمال را فرید نا تواں دوخت (یعنی جمال کے پھاڑے کو فرید نہیں سی سکتا)، اس کے بعد پوچھا۔ "جب جمالؒ نے فرمان قطبیت چاک کیا تو آپ نے کیا جواب دیا تھا؟

سرکار مخدوم دوجہاںؒ نے جوش میں

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم
آمین آمین آمین یارب العلمین

فرمایا"ہم نے اس کا سلسلہ قطبیت چاک کر دیا۔"
"بابافریدؒ نے پوچھا" اول سے یا آخر
سے" بھانجے نے جواب فرمایا" اول سے"
بابافریدؒ نے خدا کا شکر بجا لاتے
ہوئے فرمایا۔ آپ کی زبان سے نکلا ہوا۔ایک
لفظ بھی رائیگاں نہیں جائے گا لیکن یہ خیر
ہوئی کہ تم نے آخر سے نہیں چاک کیا چنانچہ
اب خود تمہارے سلسلہ میں ایک ایسا قطب
ہوگا۔جس کی دعا سے جمالؒ کا سلسلہ باقی رہیگا"
کہتے ہیں کہ صابر صاحب رحمۃ اللہ علیہ
کے ارشاد جلالی کے بعد جمال ہانسویؒ کے بڑے

صاحبزادے باپ کے سامنے ہی انتقال فرما گئے اور چھوٹے صاحبزادے باپ سے تعلیم و تربیت حاصل کرنے کے باوجود خلافت سے محروم رہے کہتے ہیں کہ حضرت جمال ہانسویؒ اپنے آخری لمحات میں باہوش و حواس ہر قسم کی گفتگو فرماتے رہے ان کا ارادہ تھا کہ وہ اپنے بیٹے کو خلافت کی تحریر عطا فرما دیں گے۔ لیکن وہ جب لسلسلہ خلافت کچھ کہنے کا قصد کرتے زبان قابو میں نہ رہتی اور اسی عالم میں انتقال فرما گئے۔

حضرت مخدوم دو جہاںؒ نے کچھ اور زمانہ بابا فریدؒ کی صحبت میں گزارا۔ حضرت جمال الدین صاحبؒ

اللّٰھم صلّ وسلّم وبارک علیٰ سیّدنا ومولانا وحبیبنا محمدٍ النبی الامی وعلیٰ
آلہٖ واصحابہٖ وعترتہٖ بعدد کلّ معلوم لک وبعدد خلقک ورضی انفسک وزنۃ عرشک
ومداد کلماتک استغفراللّٰہ الذی لا الٰہ الا ھوالحی القیوم واتوب الیہ

کے وصال کے بعد پھر انہیں فرمان ولایت عطا فرمایا اور یہ اس طرح ہوا۔

باباؒ فریدؒ مسعود العالمینؒ اپنی تصنیف سرّ العبودیّت میں تحریر فرماتے ہیں کہ میرے صابر صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی والدہؒ کے وصال کے بعد نو سال اس حجرہ سے باہر نہیں آئے اور بتاریخ ۲۵ رمضان المبارک ۶۵۰ہجری المقدس جمعۃ المبارک بعد نماز تہجد میں نے عالم مثال میں مشاہدہ کیا کہ میرے حضرت خواجہ قطب الاقطاب قطب الدین بختیار کاکیؒ نے مجھ سے فرمایا کہ علی احمدؒ کو جلد ہمراہ لے چلو میں نے عالمِ مثال ہی میں علی احمدؒ کو انکے

ربّنا تقبل منّا انّک انت السّمیع العلیم
آمین آمین آمین یارب العلمین

حجرہ سے ہمراہ لیا اور دست بستہ اپنے حضرت کے پیچھے ہو لیا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں عالم ملکوت سے عالم جبروت میں گذر ہوا دیکھا کہ کل اولیأ کرام جسم روحانی کے ساتھ گردوپیش حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ و الہٖ وسلّم کی محفل میں جمع ہیں اور میرے حضرت قبلہ وکعبہ دارین نے مجھ کو اور علی احمدؒ کو روبرو تخت مبارک پر جس پر سرکار کائنات تشریف فرما تھے۔ کھڑا کر دیا۔ اور پھر بموجب ارشاد اپنے حضرت کے مخدوم پاکؒ کو روبرو تخت مبارک کے لے گئے۔

آنحضرتؐ نے مخدوم پاکؒ کی پشت پر

اللھم صل وسلم وبارک علی سیدنا ومولانا وحبیبنا محمد النبی الامی وعلی
آلہ واصحابہ وعترتہ بعدد کل معلوم لک وبعدد خلقک ورضی نفسک وزنۃ عرشک
ومداد کلماتک استغفر اللہ الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ

طرف سیدھے شانے کے بوسہ دیا اور زبان
مبارک سے ارشاد فرمایا " ہٰذا ولی اللہ " پھر میں
نے اسی جگہ بوسہ دیا اور کہا " ہٰذا ولی اللہ اور
پھر میرے پیرومرشد نے ایسا ہی فرمایا۔ اور
تمام اولیاء کرام اور صحابہ کرام نے اسی جگہ بوسہ
دیا۔ اور اس طرح فرمایا " ہٰذا ولی اللہ جب میرے
کانوں میں یہ آوازیں شدت سے آنے لگیں مبارک باد
کے ڈونگرے برسے، آنکھیں کھول کر دیکھا۔ تو دیکھا
باہر لیلۃ القدر ہے۔ صبح کو ہم عصر اولیاء کرام آنے
لگے اور جس طرح عالم جبروت میں مشاہدہ کیا تھا۔
اسی طرح ہونے لگا۔ اور پھر اسی مجلس اولیاکرام

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم
آمین آمین آمین یا رب العلمین

ہیں ولایت کلیر کا فرمان حضرت مخدوم پاک رحؒ کو دے دیا گیا۔ اور بے اختیار میری زبان سے نکلا علم ظاہری اور باطنی میرا علی احمد صابر رحمتہ اللّٰہ علیہ لے چلا اور علم دل میں نے اس کو دے دیا۔"

حضرت مخدوم پاکؒ یہ فرمان ولایت لیکر ہمراہ علیم اللہ ابدال پاک پٹن شریف سے کلیر روانہ ہوئے کلیر ضلع سہارنپور میں رڑکی کے قریب ایک قصبہ ہے۔ لیکن جس زمانے کے یہ واقعات ہیں ان دنوں اس کا ہندوستان کے بڑے شہروں میں شمار ہوتا تھا۔ بابا فریدؒ نے رخصت فرماتے ہوئے فرمایا تھا "بیٹے صابر رحمتہ اللّٰہ علیہ! کلیر میں

اللّٰھمّ صلّ وسلّم وبارك علیٰ سیّدنا ومولانا وحبیبنا محمّدٍ النبی الامی وعلیٰ
اٰلہٖ واصحابہٖ وعترتہٖ بعدد کلّ معلومٍ لك وبعدد خلقك ورضیٰ نفسك وزنۃ عرشك
ومداد کلماتك استغفر اللّٰہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ

اسلام کو پہنچے اڑتالیس برس ہو چکے ہیں۔ جا! اور انہیں فیضِ روحانی سے سرفراز فرما اور علیم اللہ ابدال سے فرمایا۔" ان کے ساتھ رہنا ممکن ہے کہ تمہاری انہیں ضرورت پڑے"۔

یہ دونوں حضرات جب کلیر میں داخل ہوئے تو ایسا محسوس کیا جیسے بیگانوں میں جا پہنچے ہوں پورے شہر میں صرف تین افراد آپ کی پیشوائی کو آگے آئے ان میں ایک عورت تھی اور دو مرد عورت کا نام گلزار دی تھا۔ اور مردوں میں ایک کا نام بہاول الدین اور دوسرے کا نام جمال روغن گر تھا۔ ان میں بہاول الدین

ربّنا تقبل منّا انّك انت السّمیع العلیم
آمین آمین آمین یا رب العلمین

پیش پیش تھا اس نے دونوں کو اپنے گھر قیام فرمانے کا شرف بھی حاصل کیا تھا. دوسرا دن جمعہ کا دن تھا. کلیر کی جامع مسجد میں نمازیوں کا بڑا اجتماع ہو چکا تھا. حضرت صابر رحمۃ اللہ علیہ اپنے ساتھی علیم اللہ ابدال کے ساتھ مسجد میں داخل ہوئے اور لوگوں کے درمیان میں سے گزر کر ممبر کے قریب جا پہنچے. آپ کو کلیر کے رسم ورواج کا علم تو تھا کہ کلیر کی جامع مسجد میں وہاں کے معززین کے لیے جگہیں مخصوص ہوتی ہیں. وہاں کے معززین اپنی اپنی مخصوص جگہوں پر نماز ادا کرتے ہیں. آپ رحمتہ اللہ جس جگہ بیٹھے

تھے۔ وہ کسی امیر کی جگہ تھی۔ اس نے آتے ہی انہیں اس جگہ سے اٹھا دیا۔ آپ بغیر چوں چراں کیے دوسری جگہ جا بیٹھے لیکن تھوڑی دیر بعد اس جگہ کا مالک بھی آ گیا۔ تو انہیں وہاں سے بھی اٹھ جانا پڑا۔ اس طرح ہٹتے ہٹتے آپ کو مسجد سے باہر جانا پڑا۔

بہاول الدین اور جمال روغن گر مخدوم دو جہاںؒ کی بے چینی کو بُری طرح محسوس کر رہے تھے۔ آخر جب مسجد والوں کا ہتک آمیز رویہ ناقابلِ برداشت ہوگیا۔ تو دونوں نے باری باری مسجد والوں کو حضرت مخدوم پاکؒ کے مرتبے سے آگاہ کرنا شروع کیا۔

اللهم صلّ وسلّم وبارك علیٰ سیّدنا ومولانا وحبیبنا محمدٍ النبی الامی وعلیٰ
آلہٖ واصحابہٖ وعترتہٖ بعدد کلّ معلوم لک وبعدد تحلقک ورضیٰ نفسک وزنۃ عرشک
ومداد کلماتک استغفر اللّٰہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ

دونوں نے کہا۔" لوگو! انہیں پہچانو تو! یہ آپ کے شہر میں صاحب ولایت ہیں"۔ کسی نے مجمع میں باآواز بلند کہا" لوگو! یہ دونوں کیا کہتے ہیں۔ انہیں کس طرح معلوم ہوا یہ اجنبی صاحب ولایت ہیں"۔

آخر اس کی کوئی دلیل ہونی چاہیئے" مخدوم صاحب نے جواب میں فرمایا" لوگو! تم کیوں فکر مند ہوتے ہو۔ اس حیقر نے تمہارے شہر کا خلافت نامہ حضرت بابا فریدؒ سے حاصل کیا ہے اور یقین نہ ہو۔ تو یہ ناچیز اسے دکھا بھی سکتا ہے۔ اس مجمع میں کلیر کا امیر قیام الدین بھی موجود تھا۔ گستاخانہ قدم اٹھاتا ہوا۔ حضرت مخدوم صابر رحمۃ اللّٰہ علیہ کے

ربّنا تقبل منّا انّک انت السّمیع العلیم
آمین آمین آمین یارب العلمین

پاس پہنچا اور سوال کیا "کیا آپ واقعی یہاں کے ولی ہیں"۔ مخدوم صابر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمان ولایت کھول کر امیر شہر کے سپرد کر دیا۔ امیر نے لاپرواہی اختیار کی اور فرمانِ ولایت پر ایک نظر ڈالنا بھی فضول سمجھا۔ اِس سے نظریں ہٹاتا ہوا بولا " اگر آپ واقعی یہاں کے صاحب ولایت ہیں تو آپ کو کوئی کرامت دیکھانا ہوگی"۔

مخدوم صابر رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت فرمایا "بولو کیسی کرامت دیکھنا چاہتے ہو تم لوگ"

امیر شہر نے کہا " حضرت آپ سے کیا چھپانا میرے پاس حرمنہ نامی ایک بکری تھی۔ تین

اللّٰھم صلّ وسلّم وبارک علیٰ سیّدنا ومولانا وحبیبنا محمدٍ النبی الامی وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وعترتہٖ بعدد کلّ معلوم لک وبعدد خلقک ورضیٰ نفسک وزنۃ عرشک ومداد کلماتک استغفراللہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ

ماہ پہلے اسے معلوم نہیں کسی نے چرا لیا۔کیا آپ اس کے چور کا پتہ بتا سکتے ہیں"۔حضرت صابر رحمۃ اللہ علیہ نے اطمینان سے فرمایا" بالکل ابھی لو ،سارے چور یہیں اکھٹے ہوئے جاتے ہیں"۔

اس کے بعد آپ نے با آواز بلند فرمایا" حرمنہ۔ تو کہاں ہے؟ اے حرمنہ کے کھانے والو! کہاں ہو۔سامنے آؤ"۔ اور پھر لوگوں نے یہ منظر بھی اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ستائیس آدمی افتاں وخیزاں بھاگے چلے آرہے ہیں ۔ یہ لوگ حضرت صابر رحمۃ اللہ علیہ کے روبرو مجرموں کی طرح آکر کھڑے ہو گئے۔ آپ نے ان سے

ربّنا تقبل منّا انّک انت السّمیع العلیم
آمین آمین آمین یارب العلمین

دریافت فرمایا" تم نے امیر شہر کی بکری ذبح کر کے کھائی ہے۔ بتاؤ تم نے اس کو کس جگہ ذبح کیا؟"

جواب میں سبھی انکار کر گئے۔ حضرت صابر رحمۃ اللہ علیہ نے تنبیہ کی اگر تم لوگ اپنی زبان سے اقرار نہ کرو گے تو کسی اور طرح تمہارا پردہ فاش کر دیا جائے گا۔"

ان میں چند بگڑ گئے اور" حضرت صابر رحمۃ اللہ علیہ کو جوش دلایا کہنے لگے" کہ حضرت! اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے انکار کے بعد اپنے کرامات کے زور سے گناہ ناکردہ کا اقرار کرالیں گے۔ تو ہم سب کی طرف سے آپ کو اجازت ہے۔ کہ

پردہ فاش کر دیں"۔

حضرت صابر رحمۃ اللہ علیہ نے بکری کو آواز دی "حرمنہ! تم کہاں ہو؟ تم پر جو بیتی ہے۔ اس کا با آواز بلند اپنے مالک اور امیر شہر کے سامنے اظہار کرو"۔ "جواب میں باری باری سبھی نے بے اختیارانہ آواز میں کہا کہ حرمنہ کا ہم نے اتنا اتنا گوشت کھایا تھا"۔

حضرت صابر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سوال کیا "حرمنہ تیری ہڈیاں کہاں ہیں"

ان لوگوں نے جواب دیا "کوچہ صدرق کے کنویں میں"! صدرق کا یہ کنواں مجرموں اور

خطاکاروں کی تادیب کے لیے کھودوایا گیا تھا۔ اور جسے بھی موردِ الزام ٹھہرایا جاتا، امیر شہر اسے کنویں میں ڈلوا دیتا تھا۔ لوگ ہکا بکا یہ تماشہ دیکھ رہے تھے۔ قاضی شہر مجمع سے نکل حاکم شہر کے قریب پہنچا اور کہنے لگا: "جناب! آپ دھوکہ کھا رہے ہیں یہ شخص جو خود کو صاحب ولایت اور حامل کرامت قرار دے رہا ہے۔ بہت بڑا جادوگر معلوم ہوتا ہے۔ اس سے بچیے اور اپنے ایمان کو سلامت لے کر گھر جایئے"۔

حاکم شہر کو بھی حضرت صابر رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت پر ساحر کا گمان ہونے لگا کوئی جواب

اللھم صل وسلم وبارک علی سیدنا ومولانا وحبیبنا محمد النبی الامی وعلی
الہٖ واصحابہٖ وعترتہٖ بعدد کل معلوم لک وبعدد خلقک و رضی نفسک وزنۃ عرشک
ومداد کلماتک استغفر اللہ الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ

دیئے بغیر چپ چاپ مجمع سے نکل کر اپنے گھر چلا گیا۔ آپ نے ان منکروں کو حیرت سے جاتے دیکھا اور کہا " انہیں کیا ہو گیا ہے۔یہ ہماری باتوں کو گمان اور شک کی نظروں سے کیوں دیکھتے ہیں"۔

قاضی شہر نے بے ہودگی سے جواب دیا۔ اس لیے کہ تم صاحب ولایت نہیں ہو ساحر ہو اور ساحر سے خدا بچائے!

حضرت صابر رحمۃ اللہ علیہ نے تبسم فرمایا اور خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے بولے " اللہ رب العالمین! تیرا شکر ہے کہ آج اس فقیر

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم
آمین آمین آمین یارب العلمین

سے سنتِ نبویؐ بھی ادا ہو گئی۔ لوگوں نے حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح ساحر قرار دیا تھا"

حضرت صابر رحمۃ اللہ علیہ نے سارے حالات بابا فریدؒ کو لکھ بھیجے اور عرض کی کہ جب امیر شہر نرم ہو چلا تھا۔ تو عین اس وقت قاضی شہر ہمارے درمیان آچلا اور امیر شہر کو ورغلا کر ہم سے بدظن کر دیا۔

جواب میں بابا فریدرح نے ایک خط قاضی شہر کے نام لکھا اور اسے صاف صاف بتلا دیا کہ "صابر رحمۃ اللہ علیہ ہمارے

اللھم صل وسلم وبارک علیٰ سیدنا ومولانا وحبیبنا محمدن النبی الامی وعلیٰ
آلہٖ واصحابہٖ وعترتہٖ بعدد کل معلوم لک وبعدد خلقک ورضی نفسک وزنۃ عرشک
ومداد کلماتک استغفراللہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ

بھیجے ہوئے کلیر کے ولی ہیں۔ ان کی روحانی امامت تسلیم کرلو۔ ورنہ نقصان اٹھاؤ گے"۔

قاضی نے بابا فریدؒ کے خط کو پھاڑ دیا اور ان میں ایک ٹکڑے کی پشت پر یہ لکھ دیا" جناب والا! زمانہ قدیم سے ہماری یہاں امامت چلی آرہی ہے تمہارے کہنے سے ہم تمہارے خلیفہ کو اپنا امام کیسے تسلیم کرلیں۔ چنانچہ ان حالات میں تمہارا یہ کہہ دینا کہ صابر رحمۃ اللہ علیہ کلیر کے امام اور ولی ہیں۔اور ہم ان کی امامت تسلیم کرلیں ہمارے لیے ہرگز قابل قبول نہیں"۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم
آمین آمین آمین یا رب العلمین

اللهم صلّ وسلّم وبارك علىٰ سيدنا ومولانا وحبيبنا محمدٍ النبي الامي وعلىٰ
آله واصحابه وعترته بعدد كلّ معلوم لك وبعدد خلقك ورضىٰ نفسك وزنة عرشك
ومداد كلماتك استغفر الله الذى لا اله الا هو الحى القيوم واتوب اليه

یہ خط اور بابا فریدؒ کا چاک شدہ فرمان جب حضرت صابر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچا۔ تو آپ نے نہایت دُکھ سے خط لانے والے سے فرمایا "تم قاضی شہر سے کہنا کہ اگر وہ اس فرمان کو چاک کیے بغیر ہمارے پاس بھیج دیتا تو کیا حرج تھا۔ حضرت صابر رحمۃ اللہ علیہ نے چاک کیا ہوا بابا فریدؒ کا خط اور قاضی شہر کا جواب علیم اللہ ابدال کے ذریعے بابا فریدؒ کی خدمت میں روانہ کر دیا۔ جب یہ دونوں چیزیں اجودھن پہنچیں تو آپ نے فوراً ہی ایک خط امیر شہر کلیر کو لکھا" قیام الدین! اللہ تعالیٰ نے تجھ کو کلیر

ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم
آمین آمین آمین یا رب العلمین

اللھم صل وسلم وبارک علیٰ سیدنا ومولانا وحبیبنا محمدن النبی الامی وعلیٰ
آلہ واصحابہ وعترتہ بعدد کل معلوم لک وبعدد خلقک ورضیٰ نفسک وزنۃ عرشک
ومداد کلماتک استغفراللہ الذی لا الٰہ الا ھوالحی القیوم واتوب الیہ

کا والی اور مخدوم علی احمد علاؤ الدینؒ کو اس شہر کا امام مقرر فرمایا ہے۔ پھر یہ کیا بات ہے کہ تم ان کی امامت سے انکار کرتے ہو۔تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ تم سب مخدومؒ کی فرماں برداری اختیار کرو اور ہمیشہ ان کے مطیع رہو اور اگر ایسا نہ کیا گیا تو تم سب حشر تک شرمندہ رہو گے۔"

علیم اللہ ابدال نے یہ خط امیر شہر کو پہنچا دیا۔ امیر شہر نے قاضی سے مشورہ کیا۔ قاضی نے حقارت سے قہقہہ لگایا اور کہا "یہ ساری باتیں غلط ہیں آپ بلا وجہ شکوک اور اوہام میں

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم
آمین آمین آمین یارب العلمین

مبتلا نہ ہوں۔"

حاکم شہر نے بابا فریدؒ کے اس خط کو بھی چاک کر دیا اور اس کے پرزے حضرت مخدوم صابر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیج دیئے۔ حضرت صابر رحمۃ اللہ علیہ تلملا گئے۔ آپ نے یہ پھٹا ہوا خط اپنے خط کے ساتھ بابا فریدؒ کی خدمت میں روانہ کر دیا۔ اس میں اپنے غم اور غصہ کا اظہار اس طرح فرمایا تھا۔

"حضرت فقیر کو امیر شہر کے رویے سے بے انتہا صدمہ پہنچا ہے۔ حضور انور کو بخوبی سارے ہی حالات کا علم ہے۔ فقیر

اللهم صل وسلم وبارك على سيدنا ومولانا وحبيبنا محمد النبي الامي وعلى
اٰله واصحابه وعترته بعدد كل معلوم لك وبعدد تخلق و رضى نفسك وزنة عرشك
ومداد كلماتك استغفر الله الذی لا اله الا هو الحی القیوم و اتوب الیه

جذ باقی ہے اور یہ کہ بیمار پڑ چکا ہے ۔ اگر
حضور نے اس بار بھی بے بنیازی برتی تو خیال
ہے کہ یہ خاکسار شدید بیمار پڑ جائے گا۔
اور علاج مشکل ہو جائے گا۔ ان حالات میں
حضور جیسا ارشاد فرمائیں۔اس پر عمل کیا جائے

اس خط نے بابا فریدؒ کو بھی غضبناک
کر دیا۔ آپ نے حضرت مخدوم صابر رحمۃ اللہ علیہ کو
چند سطر خط میں وہ سب کچھ لکھ دیا۔ جو
صفحوں میں بھی نہ لکھا جا سکتا تھا۔ بابا فریدؒ
نے لکھا۔

عزیزی علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ بحکم

ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم
آمین آمین آمین یارب العلمین

خدائے عزّ وجل ولایت کلیر آپ کی بکری ہے اور آپ کو اس بات کا پورا پورا اختیار دیا جاتا ہے کہ چاہے آپ اس کا گوشت کھائیں یا دودھ پیئیں۔

حضرت صابر رحمۃ اللہ علیہ نے بابا فریدؒ کا یہ فرمان آنکھوں سے لگایا یہ نو محرم الحرام ۶۵۱ھ ہجری المقدس پنج شنبہ کا دن تھا سرکار مخدوم پاک نے کچھ پڑھا اور آسمان کی طرف دیکھا۔ اور پھر زمین کی طرف دیکھا تو زمین میں زلزلہ کے آثار ہوئے اور سارا دن یہ سلسلہ چلتا رہا۔ امیر شہر اور قاضی نے بُغلہ

اللھم صلّ وسلّم وبارک علیٰ سیّدنا ومولانا وحبیبنا محمدؐ النبی الامی وعلیٰ
آلہٖ واصحابہٖ وعترتہٖ بعدد کلّ معلوم لک وبعدد خلقک ورضیٰ نفسک وزنۃ عرشک
ومداد کلماتک استغفر اللہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ

نصرت نامی ایک ساحرہ عورت کو بلایا اس بارے میں پوچھا۔ اس فتنہ صفت عورت نے کہا کہ یہ ساحر کا کام ہے میں بھی زمین کو جنبش دے سکتی ہوں۔ اس نے جادو سے زمین کو ہلایا جو صرف موجود افراد مجلس امیر شہر اور قاضی محسوس کر رہے تھے۔ اس کی حقیقت کوئی نہ تھی۔ دوسرے دن یعنی جمعتہ المبارک دس محرم الحرام سنہ ۶۵۱ ہجری المقدس ہمراہ علیم اللہ ابدال حضرت مخدوم دو جہاںؒ جمعہ کی نماز کی ادائیگی کے لیے جامع مسجد میں پہنچے حسب سابق ممبر کے قریب جا پہنچے پھر

ربّنا تقبل منّا انّک انت السّمیع العلیم
آمین آمین آمین یارب العلمین

انہیں وہاں سے ہٹنا پڑا اور پھر جو شخص بھی آتا۔ حضرت مخدوم پاکؒ کو ان کی جگہ سے ہٹا دیتا۔ اسی طرح ہٹتے ہٹتے آپ مسجد سے باہر نکل گئے۔ لوگ سُنتیں پڑھنے میں مشغول تھے۔ اسی دوران امام نے خطبہ پڑھنا شروع کر دیا۔ جب وہ خطبہ پڑھ چکا تو آپ نے مسجد کو مخاطب کیا مسجد! لوگ یہاں آتے ہیں اور نماز پڑھ کر چلے جاتے ہیں لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ تو نے اس عرصہ میں ایک سجدہ بھی نہیں کیا۔ اب اللہ کے حکم سے تو بھی نماز پڑھ" اور حکم سجدہ پاتے ہی مسجد کے در و دیوار ہلنے لگے

اللھم صل وسلم وبارك علی سیدنا ومولانا وحبیبنا محمد النبی الامی وعلی
اٰلہٖ واصحابہٖ وعترتہٖ بعدد كل معلوم لك وبعدد خلقك ورضی نفسك وزنۃ عرشك
ومداد كلماتك استغفر اللہ الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ

اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ بنیادوں سے اکھڑ کر نمازیوں کو اپنی آغوش میں لے کر بیٹھ گئی ۔ گردوغبار آسمان پہ پھیل گیا ۔ آس پاس کہرام مچ گیا ۔ لوگوں کی چیخ و پکار سے میدان حشر کا سماں طاری تھا ۔ زخمیوں کی آہ و بکا اور ذرا دیر بعد جمع ہو جانے والے ان کے اعزا کے شوروماتم میں قیامت کا سا سماں محسوس ہوتا تھا ۔ اس عالم میں حضرت مخدوم پاکؒ کی عقیدت مند گلزاروی بدحواسی اور پریشانی کے عالم میں حاضر ہوئیں اور آپ کے قدموں میں گر کر عرض کیا " حضرت اپنی نمازیوں میں آپ کا پرستار بہاول الدین بھی

ربنا تقبل منا انك انت السمیع العلیم
آمین آمین آمین یارب العلمین

شامل تھا۔ آپ نے علیم اللہ ابدال کو حکم دیا۔جا بہاول الدین کو مسجد کی سیڑھیوں سے نکال لاؤ۔ علیم اللہ ابدال تلاش کرتا ہوا سیڑھیوں کے نزدیک پہنچا۔ مسجد کی سیڑھیوں نے دیوار کو ملبہ کے اوپر روک رکھا تھا اور ان کے نیچے سیڑھیوں کے زیر سایہ بہاول الدین دبا پڑا ہوا تھا۔جب اسے اندر سے باہر نکالا گیا تو اس کے جسم پر ایک خراش تک نہ تھی۔ کہتے ہیں کہ اس وقت جامع مسجد میں تیرہ ہزار نمازی تھے۔

بات یہیں ختم نہیں ہوتی۔ آپ کی زبان خدا کی تلوار تھی۔ کلیر کے لوگوں نے آپ

کو بڑا دکھ پہنچایا تھا اور بابا فریدؒ کے فرمان اور احکام کی بے عزتی کی تھی۔ نمازیوں کے تباہ و برباد ہو چکنے کے بعد جلال شہر کلیر پر نازل ہوا۔ پوری آبادی طاعون کی زد میں آگئی۔ گلیٹاں نکلیتیں بخار چڑھتا اور آدمی رخصت ہو جاتا۔ آناً فاناً آباد اور پر رونق شہر ویران ہو گیا اور پورے پورے خاندان موت کا شکار ہو گئے۔ میتیں پڑی سڑتی رہیں۔ انہیں دفن کرنے والا کوئی نہ تھا۔ کہتے ہیں کہ کلیر کی وہ رونق اور آبادی جو جلال صابری رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے پائی جاتی تھی پھر کبھی واپس نہ آئی۔ شاہان دہلی نے بڑی

کوشش کیں کہ اسے دوبارہ آباد اور پر رونق بنا دیا جائے لیکن انہیں اپنے مقصد میں ناکامی ہوئی۔

علیمؒ اللہ ابدال سرکار مخدوم دوجہاںؒ کا عریضہ لے کر جس میں واقع کلیر درج تھا۔ اسی شام بابا فرید الدین شکر گنجؒ کے پاس اجودھن پہنچے۔ نماز عشاء کا وقت ہو رہا تھا۔ مریدین اور اولیاء کرام ان کے پاس حاضر تھے۔ آپ نے ارشاد فرمایا" کہ علیم اللہ ابدال سے تم سب حضرات احوال گذشتہ کلیر کا مع نقشہ جامع مسجد۔ اپنے اپنے مکاتیب میں مفصل کر لو اور جب مزاج پرسی کو جاؤ تو وہاں کا احوال

بالشرح تحریر کرنا کہ بذریعہ ان سب تحریروں کے
میرے مخدوم کا احوال من اولہٖ الیٰ اٰخرہٖ
ان کے خلیفہ کے پاس جمع کیا جائیگا اور ساڑھے
سات سو برس یہ حال مخفی رہے گا۔ اور اس
کے بعد کو اس سلسلہ صابریہ کا ایک مجدّد جو
اولاد حضرت امام ابوحنیفہؒ سے ہوگا۔ اپنے زمانہ
اجتہاد میں اس کو شائع اور مشتہر کرے گا۔

بَعدَہٗ سب حضرات اعلیٰ خلفائے
باباصاحبؒ نے عرض کیا" کہ حضرت زین کلیر پر
اس قدر قہر الٰہی ہونے کا سبب کیا تھا؟"

حضرت باباصاحبؒ نے یہ سن کر حضرت

سید نظام الدین بدایونیؒ سے فرمایا کہ ان حضرات
کو مکتوب نطاب قربت الوحدت تصنیف حضرت
قطب ربانی غوث صمدانی شیخ محیؓ الدین ابو محمد
سیدؓ عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین
حسنی والحسینیؒ کا معائنہ کراؤ۔ تاکہ یہ سب حضرات
اس پیش خبری کو دیکھ کر تسکین حاصل کریں۔
چنانچہ بموجب ہدایئت جناب باباصاحبؒ
سب حضرات نے مکتوبِ نطاب متذکرہ معائنہ کیا۔
جس میں حضرت قطب ربانی۔ غوث صمدانی شیخ
محیؓ الدین ابومحمدؒ سید عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی
کریم الطرفین حسنی والحسینیؒ نے پیش خبری تحریر فرمائی

اللھم صلِّ وسلِّم وبارِک علیٰ سیدنا ومولانا وحبیبنا محمدٍ النبی الامی وعلیٰ
آلہٖ واصحابہٖ وعترتہٖ بعدد کلِّ معلوم لک وبعدد خلقک ورضیٰ نفسک وزنۃ عرشک
وعدد کلماتک استغفراللہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ

تھی کہ مخدوم علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ کا ہرات میں
قریب ۵۹۲ھ ہجری المقدس ظہور ہوگا اور پرورش
پاکر طریق چشتیہ میں خلافت حاصل کرکے بت پرستوں
کے شہر میں قیام ہوگا اور ان کے جلال سے وہ
زمین جل کر سیاہ ہو جائے گی اور پھر وصال
کے بعد ان کا جسم دو پتھروں کے درمیان قائم
رہے گا۔ جو صاحب نطاب حرز مرتقوی۔قیومی۔
روحی کا ایک معجزہ ہوگا اور حضرت عزیز علیہ السلام
کے معجزہ کے بدل میں یہ کرامت عزیزی شمار
کی جائے گی۔ جس کے بارہ میں سردار انبیاءؑ
شہنشاہِ دوسرا صلی اللہ علیہ و آلہٖ و اصحابہ وسلم فرما

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم
آمین آمین آمین یا رب العلمین

اللهم صل وسلم وبارك على سيدنا ومولانا وحبيبنا محمدن النبي الامي وعلى
اٰله واصحابه وعترته بعدد كل معلوم لك وبعدد تخلقك ورضى نفسك وزنة عرشك
ومداد كلماتك استغفرالله الذی لا اله الا هو الحی القیوم واتوب الیه

چکے ہیں۔ اس فرمان عالی کو حضرت بندگی عبدالقدوس گنگوہی رح دفینہ حضرت مخدوم صاحب رح بالتفصیل ظاہر کریں گے اور مخدوم علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ کا دفینہ قریب ۱۴۰۰ھ ہجری المقدس کے ایک اولعزم والمرتبہ مجدّد زمانہ خاندان چشتیہ صابریہ کے دست حق پرست سے جو اولاد میں حضرت امام اعظم ابو حنیفہ سراج الاُمّت رح سے ہوگا، عمل میں آئے گا۔

اور حال مخدوم علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ کا ہمارے زمانہ سے عرصہ نو سو سال بعد کیفیت ظہور باطن میں ایک مجدد وقت اسی سلسلہ صابریہ کا کہ وہ بھی اولاد حضرت امام اعظم ابو حنیفہ سراج الاُمّت رح

ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم
آمين آمين آمين يارب العلمين

اللّٰھم صلّ وسلّم وبارک علیٰ سیّدنا ومولانا حبیبنا محمّدٌ النبی الامی وعلیٰ
آلہٖ واصحابہٖ وعترتہٖ بعدد کلّ معلوم لک وبعدد خلقک و رضی نفسک وزنۃ عرشک
ومداد کلماتک استغفر اللّٰہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ

سے ہو گا۔ اس مخفی راز کو افشا کرے گا اور وہ
زمانہ قریب حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ہونے
والا ہے اور اس احوال راز مخفی کے افشا کرنے
کا کیفیت ظہور باطن میں سبب یہ ہو گا کہ منکروں
کی ظاہر و باطن سے سر کوبی ہو اور اسلام کی پھر
ترقی ہو۔ اس وقت طرح طرح کے فتنے ہفت اقلیم
میں ظہور میں آئیں گے اور ۱۳۰۰ ہجری المقدس کے
بعد آغاز ۱۴۰۰ ہجری المقدس سے یہ امرِ بطون سے
مرتبہ ظہور میں آئیں گے۔ اس وقت عارف مجاز
مرفوع لاجازت اولعزم والمرتبہ کو اس کا علم ہوتا
رہے گا۔

ربّنا تقبل منّا انّک انت السّمیع العلیم
آمین آمین آمین یارب العلمین

اللهم صل وسلم وبارک علیٰ سیدنا ومولانا وحبیبنا محمدن النبی الامی وعلیٰ
اٰلہٖ واصحابہٖ وعترتہٖ بعدد کل معلوم لک وبعدد خلقک ورضیٰ نفسک وزنۃ عرشک
ومداد کلماتک استغفر اللہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ

سوائے اس کے مقلدین کے کوئی اس
کا علیم نہ ہوگا اور اقطاب و اغیاث تمام روئے
زمین آغاز ۱۴۰۰ہجری المقدس میں مشترک قہر اور
رحم کے ہوں گے۔ اور روئے زمین پر ابدال نزول
بہت کم کریں گے۔ تمام عالم کے دنیاداروں کو
نقیب و نجیب بدعا کریں گے۔ دنیاداروں کے
ایمان سلب ہو جائیں گے۔ مگر وہ جو عارف مرفوع
سے واسطہ رکھتے ہوں گے محفوظ رہیں گے۔
شغلِ نوری میں شبانہ روز با جازت
شیخ کامل مصروف ہوں گے۔ سلب ایمان سے
ایمن و محفوظ رہیں گے۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم
آمین آمین یا رب العلمین

اللھم صلّ وسلّم وبارک علیٰ سیّدنا ومولانا وحبیبنا محمدٌ النبی الامی وعلیٰ
آلہٖ واصحابہٖ وعترتہٖ بعدد کلّ معلوم لک وبعدد خلقک ورضیٰ نفسک وزنۃ عرشک
ومداد کلماتک استغفراللہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ

اس مجدد کی حکومت ستارہ عطارد و
مریخ سے جاری ہو گی اور یہ ستارے متعلق غوث
قہری اور رحم مشتری قطب کے ہیں اور قریب
ہے کہ سنہ ۱۴۰ ہجری المقدس کے وسط میں حسد
کثرت سے ظہور پکڑے اور بُغض بھی بکثرت
ہو۔ گناہ کبیرہ بہت اور صیغرہ کم ہوں گے۔ اس
زمانہ کے عارف صاحب مجاز بھی کذب گوئی
میں بکثرت مشغول رہیں گے۔ مثالیں عارفوں کی
خفیف و ضعیف ہوں گی اور شیخ وقت ان کے
ان کو ہر گز ہر گز نہیں سمجھیں گے۔ ہاں اگر
مرفوع الاجازت فقیر کے روبرو عین اور عیز

ربّنا تقبل منّا انّک انت السّمیع العلیم
آمین آمین آمین یارب العلمین

جو مثال ظاہر کریں گے اور وہ از روئے قوت باطن اس کو سمجھیں گے اور وہ جواب تسکین آمیز دیں گے۔

فقرائے غیر مرفوع کی نوبت یہاں تک ہو گی کہ بموجب قول مبارک حضرت مخبر صادق صلی اللہ علیہ والہ وسلم دنیا کو بجائے دین اختیار کرینگے۔
کلیر کی تباہی کے بعد آپ صابر صاحب کلیری رحمۃ اللہ علیہ پر کچھ ایسا استغراق طاری ہوا کہ کسی بات کا ہوش نہ رہا۔ جذبے میں درخت گولر کے نیچے آپ مستقل اقامت گزین ہو گئے یہیں عالم سرمستی میں عبادت فرماتے اور لوگوں سے

بیزار تنہائی میں شب و روز گزارتے رہے۔ کسی میں اتنی مجال نہ تھی کہ آپ کے پاس جاتا۔ اگر جاتا تو نقصان اٹھاتا۔ لوگ حیران تھے کہ اس ویران اور غیر آباد جگہ پر حضرت صابر رحمۃ اللہ علیہ کے کھانے پینے کا انتظام کون کرتا تھا؟

جوشِ عمل جب جذب کی صورت اختیار کر جاتا ہے تو راہ سلوک کی تمام منزلیں کٹ جاتی ہیں۔ سدرۃ المنتہا پرواز کی زد میں آجاتا ہے سالک کون و مکان کی ہر شے سے مستغنی اور بے نیاز ہو جاتا ہے۔ ہستی موہوم کی تمام رنگینیاں اور دلچسپیاں مٹ جاتی ہیں۔ استغراق اور محویت

طاری ہو جاتی ہے اور تمام پردے اٹھ جاتے ہیں
حضرت مخدوم دوجہاںؒ پر جب یہ
کیفیت طاری ہوئی تو جوش جذب میں اپنے
حال و مقام کا کچھ یوں اظہار فرمایا۔

؎ امروز شاہ شاہاں مہمان شد است مارا
جبریل با ملائیک درباں شد است مارا

(یعنی آج ہماری خوش نصیبی کے کیا کہنے کہ بادشاہوں
کے بادشاہؐ نے ہمیں شرف میزبانی بخشا ہے اور ہمارے
ہاں قدم رنجہ فرمایا اور اس وجہ سے جبریل امینؑ فرشتوں کی
معیت میں ہماری چوکھٹ پر دربانی کے لیے حاضر ہیں)
سبحان اللہ! اور پھر اسی عالم محویت میں مسلسل بارہ

اللھم صلّ وسلّم وبارک علیٰ سیّدنا ومولانا وحبیبنا محمدؐ النبی الامی وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وعترتہٖ بعدد کلّ معلوم لک وبعدد خلقک ورضیٰ نفسک وزنۃ عرشک ومداد کلماتک استغفراللہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ

سال تک گلر کی شاخ تھامے ساکت و صامت کھڑے رہے اور یہ محوالی اللہ ہونے کی حد ہے ۔ ماشا اللہ۔

بابافریدؒ ان کی کیفیت سے بخوبی آگاہ تھے جب اس حال میں رہتے ہوئے بارہ سال گزر گئے تو بابا فریدؒ نے اپنے مریدوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا "لوگو! کیا تم میں کوئی ایسا بھی ہے جو ہمارے صابر رحمۃ اللہ علیہ کو ہوش میں لے آئے"۔

شمس الدین ترکؒ پانی پتی نامی ایک بزرگ آگے بڑھے اور بابا فریدؒ کے روبرو کھڑے ہو کر دست بستہ عرض کیا" خادم یہ فرض ادا

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم
آمین آمین آمین یارب العلمین

اللھم صلّ وسلّم وبارک علیٰ سیّدنا ومولانا وحبیبنا محمدؐ النبی الامی وعلیٰ
آلہٖ واصحابہٖ وعترتہٖ بعدد کلّ معلوم لک وبعدد خلقک ورضیٰ نفسک وزنۃ عرشک
ومداد کلماتک استغفراللہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ

کرنے کو تیار ہے"۔

بابا فریدؒ نے اس حوصلہ مند شخص کو غور سے دیکھا اور متبسّم ہو کر فرمایا۔

"کیا تمہیں یقین ہے کہ تم میرے صابر رحمۃ اللہ علیہ کو ہوش میں لے آؤ گے"؟

شمس الدین نے مودبانہ عرض کی۔

" اگر حضرت کی دعا اور فیضان روحانی شامل حال رہا۔ تو یہ کام اتنا مشکل بھی نہیں۔ پھر دبے لفظوں میں پوچھا" اگر خادم اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا تو اسے اس کارِ عظیم کا صلہ کیا ملے گا"؟

بابا فریدؒ نے جواب میں فرمایا"جو چاہو گے

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم
آمین آمین آمین یا رب العلمین

عطا کر دیا جائے گا"

شمس الدین نے عرض کی "حضرت! خادم اس کے صلے میں حضرت صابر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمتِ اقدس میں حاضر رہنے اور خدمت گزاری کی سعادت کا خواہش مند ہے"۔

بابا فریدؒ نے اجازت دے دی لیکن یہ بھی ارشاد فرمایا کہ "ذرا ہوشیار اور محتاط رہنا! کیونکہ صابر رحمۃ اللہ علیہ کا جلال تمہارے لیے خطرہ بھی ہے"۔

شمس الدین! بابا فریدؒ سے رخصت ہو کر حضرت صابر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں اس طرح پہنچے کہ درخت کی آڑ میں خود کو چھپائے رکھا

اللھم صلّ وسلّم وبارک علیٰ سیّدنا ومولانا وحبیبنا محمدٍ النبی الامی وعلیٰ
آلہٖ واصحابہٖ وعترتہٖ بعدد کلّ معلوم لک وبعدد خلقک ورضیٰ نفسک وزنۃ عرشک
ومداد کلماتک استغفراللہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ

اور اسم اعظم سلسلہ صابریہ تلاوت فرماتے رہے جس کی وجہ سے آگ قہرہ جو حد کوس بارہ میں تھی اس سے محفوظ رہے۔

آخر ہمت کر کے شمس الدین نے جس کو اللہ نے دلوں کو کھینچ لینے والی خوش الحانی عطا فرمائی ہوئی تھی۔ درخت کی آڑ میں بیٹھے ہوئے ہی خوش الحانی سے قرآنِ پاک کی تلاوت شروع کی۔ حضرت صابرؒ کا دل کھینچنے لگا اور جلالی کیفیت موم کی طرح پگھلنے لگی اور خوش گوار کیفیت طاری ہو گئی۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم
آمین آمین آمین یارب العالمین

اللهم صل وسلم وبارك على سيدنا ومولانا وحبيبنا محمد النبي الامي وعلى
اٰله واصحابه وعترته بعدد كل معلوم لك وبعدد تخلقك ورضى نفسك وزنة عرشك
ومداد كلماتك استغفر الله الذی لا اله الا هو الحی القیوم واتوب الیه

آپ نے آنکھیں کھول دیں اور اِدھر اُدھر نظر
دوڑا کر شمس الدین کو تلاش کیا اور حکم فرمایا
"کون ہو؟ سامنے آؤ!"
شمس الدین نے عرض کی۔ "حضرت!
خادم آپ کے جلال سے خوفزدہ ہے۔ اگر
امان ہو تو سامنے آئے"!
آپ نے مسکرا کر جواب دیا۔
"ڈرنے کی ضرورت نہیں، امان ہے، سامنے آؤ!"
شمس الدین سامنے آ گئے "ارشاد ہوا۔
"تلاوت کرو!"
شمس الدین نے تلاوت شروع کر دی۔

ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم
آمین آمین آمین یا رب العلمین

اللّٰھم صلّ وسلّم وبارک علیٰ سیّدنا ومولانا وحبیبنا محمّد النبی الامی وعلیٰ
الہٖ واصحابہٖ وعترتہٖ بعدد کلّ معلوم لک وبعدد خلقک ورضی نفسک وزنۃ عرشک
ومداد کلماتک استغفراللّٰہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ

آپ پر وجدانی کیفیت طاری ہو گئی۔ جب پھر ہوش میں آئے تو خوش ہو کر ارشاد فرمایا "بہت خوب! تم نے ہمارا دل خوش کر دیا۔ بول کیا چاہتا ہے"؟۔

شمس الدین نے عرض کی "خادم، حضور کی خدمت میں حاضر رہنے کا خواہش مند ہے"۔ آپ نے جواب دیا۔ "اجازت ہے۔ لیکن اس بات کا خیال رکھنا کہ ہمارے سامنے ہرگز نہ آنا۔ عقب میں رہ کر گزر بسر کرنا۔ کیونکہ ہمیں خود بھی معلوم نہیں کہ تم ہم سے کب نقصان اٹھا جاؤ!"۔

ربّنا تقبل منّا انّک انت السّمیع العلیم
آمین آمین آمین یارب العلمین

شمس الدینؒ نے عقب میں رہنے
کی شرط منظور کر لی اور دن رات حضرت صابر
رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہنے لگے۔

ایک دن حضرت صابر رحمۃ اللہ علیہ نے ان
سے پانی طلب کیا۔ انہیں پانی لانے میں کچھ
دیر ہو گئی۔ جب وہ پانی لے کر حضرت صابر رحمۃ اللہ علیہ
کے عقب میں پہنچے تو وہ سخت غصے میں تھے۔
جوش میں فرمایا "شمس الدین ایک آبخورہ پانی
لانے میں اتنی تاخیر؟ کیا تجھے سجھائی نہیں
دیتا۔ اندھا ہو گیا ہے؟"۔

شمس الدین نے پانی کا آبخورہ تو

حضرت صابر رحمۃ اللہ علیہ کو دے دیا لیکن وہ خود اندھے ہو چکے تھے۔ انہوں نے رو کر عرض کی! "حضرت آپ نے اپنے غلام کو اندھا کر دیا۔ مجھے اب کچھ دکھائی نہیں دے رہا"

حضرت صابر رحمۃ اللہ علیہ نے مڑ کر نابینا شمس الدین کو دیکھا اور سجدہ میں گر کر گڑ گڑاتے ہوئے عرض کیا۔

"الٰہ العالمین! تو عالم الغیب ہے اور خوب جانتا ہے کہ تیرے اس گناہ گار بندے کا یہ شمس الدین سچا دوست اور ساتھی ہے۔ اس کے حال پر رحم فرما۔"

اللھم صل وسلم وبارک علیٰ سیدنا ومولانا وحبیبنا محمدن النبی الامی وعلیٰ
آلہٖ واصحابہٖ وعترتہٖ بعدد کل معلوم لک وبعدد خلقک ورضیٰ نفسک وزنۃ عرشک
ومداد کلماتک استغفراللہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ

دعا ختم ہوئی اور شمس الدین کی بصارت بحال ہو گئی اور اکثر ایسا ہوتا رہتا تھا۔ حضرت شمس الدینؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب رحمۃ اللہ علیہ ختم اللہ الا رواح اولیاء نے چند امور میں کیفیت باطن میں تعلیم لسانی سے مجھ کو فیض یاب فرمایا اور ارشاد ہوا "شمس الدین جو کلمہ ہماری زبان سے صادر ہوا کرے اس کو تم تحریر کر لیا کرو۔ اور تاہم اس مکتوب نطاب کا نام "صحیفہ بیان صابری" رحمۃ اللہ علیہ رکھو۔ چنانچہ اس روز سے میں مکتوب نطاب "صحیفہ

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم
آمین آمین آمین یارب العلمین

اللهم صل وسلم وبارك على سيدنا ومولانا وحبيبنا محمد النبی الامی وعلی
آلہ واصحابہ وعترتہ بعدد کل معلوم لک وبعدد خلقک ورضی نفسک وزنۃ عرشک
ومداد کلماتک استغفرالله الذی لا اله الا هو الحی القیوم واتوب الیہ

بیان صابری رحمۃ اللہ علیہ میں جو کچھ زبان مبارک
سرکار صابر صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے الفاظ صادر
ہوئے تھے۔ تحریر کرنا شروع کر دیا۔
شمس الدین صاحب کا یہ معمول
تھا کہ جب نماز کا وقت ہوتا تو حضرت صابر
صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے گوش مبارک کے پاس اذان
کہتے۔ اس وقت حضرت مخدومؒ ارشاد فرماتے۔ کہ
شمس الدین! شریعت بھی کیا خوب آئین ہے۔ کہ
حضوری سے دربار میں لے آتی ہے"۔
یہ ارشاد فرما کر حضرت خواجہ شمس الدین
صاحب شمس الارض شاہ ولائیتؒ کو امام کر دیتے

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم
آمین آمین آمین یا رب العلمین

جب شمس الدین نماز پڑھ چکتے۔ حضرت بادشاہ دوجہاںؒ کو قعدۂ نماز پر ہاتھ باندھے حالتِ استغراق میں پاتے۔ ہر چہار نماز میں ایسے ہی ہوتا بعد نماز عشأ بادشاہ دوجہاںؒ خواجہ شمس الدین صاحب کو تعلیم لسانی کیفیت باطن سے فیضیاب فرمایا کرتے تھے۔ بعضے شب کو ارشاد فرماتے "شمس الدین! کچھ موجود ہے"۔ حضرت شمس الدین درخت گُلَر کی گولریاں ہاتھوں سے ملکر پیش کرتے۔ حضرت مخدوم دوجہاںؒ انہیں چکھ لیتے تھے اور ارشاد فرمایا کرتے تھے "شمش الدین! خدا میں اور بندے میں اتنا ہی فرق ہے کہ بندہ کھاتا ہے اور خدا منزہ اور مبرا ہے

اللھم صل وسلم وبارک علیٰ سیدنا ومولانا وحبیبنا محمد النبی الامی وعلیٰ
آلہ واصحابہ وعترتہ بعدد کل معلوم لک وبعدد خلقک ورضیٰ نفسک وزنۃ عرشک
ومداد کلماتک استغفراللہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ

یہ ارشاد سُن کر شمس الدین پہ حال وارد ہو جاتا اور حالت استغراق ہو جاتی تھی۔

اسی دوران شمس الدین کو عرصہ چھ سال کے لیے حبسِ کبیر میں رہنے کا حکم ہوا۔ اس دوران ان کی عجیب حالت ہوئی اور جب چھ سال کے بعد باہر لانے کیلئے علیم اللہ ابدال کو حکم ہوا۔ کہ شمس الدین کو بلا کر لائے۔ وُہ اس جگہ باہر آوازیں دیتے رہے۔ کافی دیر کے بعد آواز آئی "تو کون ہے اور کس شمس الدین کو پکار رہا ہے؟ اور تیرا مقصد کیا ہے"؟

علیم اللہ ابدال نے متحیر ہو کر بادشاہ

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم
آمین آمین آمین یا رب العلمین

دو جہاںؒ کی خدمت میں واپس جا کر عرض کی کہ حضرت خواجہ شمس الدین صاحب کو میں نے اس قدر آوازیں دیں اور بہت دیر کے بعد انہوں نے یہ فرمایا ہے" کہ تو کون ہے۔ کس شمس الدین کو پکارتا ہے اور تیرا مقصد کیا ہے"؟

حضرت بادشاہ دوجہاںؒ نے ارشاد فرمایا "علیم اللہ! یوں جا کر کہو کہ صابر رحمۃ اللہ علیہ کے شمس ارضی کو بحکم مخدوم بلاتا ہوں"۔

علیم اللہ ابدال نے بموجب ارشاد حضرت ممدوح کے شمس الدین کو پکارا تو وہ بمقامِ ہوش و حواش گفتگو فرمانے لگے اور پھر انہیں

باہر نکالا گیا،

حضرت خواجہ شمس الدین صاحبؒ مکتوب

نطاب فردوس ابوجوب اور مکتوب نطاب صحیفہ بیان صابری میں تحریر فرماتے ہیں ۔ کہ بعد فراغ حبس کبیر حضرت بادشاہِ دوجہاںؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر آداب بجا لائے اور قدم بوس ہو کر پس پشت مبارک باآداب ایستادہ ہو گئے۔ حضرت مخدوم نے ارشاد فرمایا "شمس الدین بیٹھ جاؤ"۔ حضرت خواجہ شمس الدینؒ پس پشت مبارک باادب بیٹھ گئے۔

اور حضرت صابر رحمۃ اللہ علیہ صاحب نے بطور وصیت کے ارشاد فرمایا کہ شمس الدین بابا!

تم شہر آمیر کو جاؤ۔ وہاں مسلمان سپاہ لڑ رہی ہے اور ان سے فتح قلعہ نہیں ہو رہا ہے۔ وہ قلعہ تمہارے انگلی اٹھانے سے فتح ہو جائے گا اور وہی دن ہمارے اس عالم سے رحلت کرنے کا ہوگا۔ یعنی وحدت طرف احدیت حرفہ کے راجع ہو جائے گی اور یہ معاملہ بروز پنج شنبہ بعد نماز فجر تیرھویں ربیع اوّل ۶۸۹ ہجری المقدس کو ہو گا۔

حضرت خواجہ شمس الدین صاحبؒ نے عرض کی کہ "غلام کو حضورِ انور! اس کا کیونکر علم ہو گا"۔ حضرت بادشاہ دو جہاںؒ نے ارشاد فرمایا کہ

اللّٰھم صلّ وسلّم وبارك علیٰ سیّدنا ومولانا وحبیبنا محمّدنِ النبی الامی وعلیٰ
آلہٖ واصحابہٖ وعترتہٖ بعدد کلّ معلوم لك وبعدد تخلقك ورضیٰ نفسك وزنۃ عرشك
ومداد کلماتك استغفراللّٰہ الذی لا الٰہ الا ھوالحی القیوم واتوب الیہ

روزِ چہار شنبہ کا تمام ہو جائے گا۔ جب شب پنج شنبہ کی آئے گی تو باد تند اور سرد اس قدر چلے گی کہ لشکر کی تمام روشنیاں سرد ہو جایئں گی۔ بلکہ اس جگہ آگ بالکل باقی نہ رہے گی۔ اس وقت سپہ سالار تیرے پاس آئے گا۔ تیرے چراغ کی روشنی دیکھ کر کیونکہ اس روز فقط تیرا ہی چراغ روشن ہوگا اور تمام لشکر کے چراغ گُل ہو جایئں گے۔ یہ قوی علامت تیرے صاحبِ علم ہو جانے کی ہے۔ صبح کو دن پنج شنبہ کا ہوگا۔ تو انگلی طرف قلعہ کے اٹھائے گا۔ قلعہ فتح ہو جائے گا۔

ربّنا تقبل منّا انّك انت السّمیع العلیم
آمین آمین آمین یارب العلمین

اللھم صل وسلم وبارک علیٰ سیدنا ومولانا وحبیبنا محمدن النبی الامی وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وعترتہٖ بعدد کل معلوم لک وبعدد خلقک ورضیٰ نفسک وزنۃ عرشک ومداد کلماتک استغفراللہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ

علیم اللہ ابدال کو تیری خدمت
میں مقرر کیا جائے گا۔ یہ ابدال ہمارے
جد امجد حضرت غوث پاکؒ سے ہمارے ہاں
چلا آتا ہے اور تیرے پاس رہا کرے گا۔
تمام عالم کی خبر رسانی کرتا رہے گا۔ تجھ سے
ایک قلندر ہوگا۔ اور اس قلندر سے ایک مخدوم
ہوگا۔ ہفتم درجہ کا۔ اور علیم اللہ ابدال کی وفات
مخدوم ہفتم کے وقت میں ہوگی۔ ان کے وفات
کے بعد پھر کوئی ابدال کبھی کسی کی خدمت
میں نہیں رہے گا۔ سوائے مجدّد کے۔

حضرت شمس الدین نے عرض کی۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم
آمین آمین آمین یارب العلمین

"حضور کو غسل کون دے گا"۔ بادشاہ دوجہاںؒ
نے ارشاد فرمایا کہ "شمس الدین غسل تم دو گے"۔
شمس الدین نے عرض کی کہ میں حضور
کے جسم کو ہاتھ لگاؤں یا نہیں۔ آپ نے
فرمایا ہاتھ بالکل نہ لگانا" تمہارے قلب میں
جس طرح خیال ہو گا۔ ویسا ہوتا رہے گا۔
شمس الدین نے پھر عرض کی کہ "کفن
مبارک حضور کا کس رنگ کے پارچہ سے دوں۔
خوشبو کفن مبارک کو لگاؤں یا نہیں"۔
حضرت بادشاہ دوجہاںؒ نے ارشاد فرمایا۔
"کفن تم کو جس پارچہ کا میسّر ہو۔ تم اپنے پاس

اللهم صل وسلم وبارك علیٰ سیدنا ومولانا وحبیبنا محمدن النبی الامی وعلیٰ
آله واصحابه وعترته بعدد کل معلوم لک وبعدد تخلقک ورضی نفسک وزنة عرشک
ومداد کلماتک استغفر الله الذی لا اله الا هو الحی القیوم واتوب الیه

سے دینا۔ عمامہ میرے شیخ کا سر پر باندھنا
اور خرقہ جو بوقت عطائے خلافت میرے شیخ نے
مجھے دیا تھا۔ میرے سر پر رکھ دینا۔ خوشبو کی
کوئی حاجت نہیں"۔

شمس الدین نے عرض کی کہ "جب
حضور ہیں جسم کو ہاتھ بھی نہ لگاؤں گا۔ تو یہ کپڑے
عمامہ اور خرقہ کیسے پہناؤں گا!؟"۔

حضرت مخدوم پاکؒ نے ارشاد فرمایا۔
"کہ تم ارادہ کرنا ویسے ویسے ہوتا رہے گا"۔

شمس الدین نے مزید عرض کی۔
"کہ حضور کی نمازِ جنازہ کون پڑھائے گا"۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم
آمین آمین آمین یارب العلمین

اللّٰھم صلّ وسلّم وبارک علیٰ سیّدنا ومولانا وحبیبنا محمدٍ النبی الامی وعلیٰ
الٰہ واصحابہٖ وعترتہٖ بعدد کلّ معلوم لک وبعدد خلقک ورضیٰ نفسک وزنۃ عرشک
ومداد کلماتک استغفر اللّٰہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ

حضرت مخدومؒ نے ارشاد فرمایا" یہ امر وقت پر ہو جائے گا"۔

پھر حضرت ممدوحؒ نے مزید فرمایا کہ تم کو شاہ ولایت کیا۔ ہفت اقلیم میں بغیر تمہارے کوئی ولی نہ بنے گا۔ تمہارا خط جس کسی کی پیشانی پر ہو گا پھر میری مہر اور غوث پاکؒ کا قدم مبارک گردن پر عالم مثال میں اور عالم معاملہ میں۔

حضرت شمس الدین صاحبؒ نے عرض کی "حضور کو دفن کون کرے گا۔"

"فرمایا مخدوم دو جہاںؒ نے اس زمانہ کا مجدد۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم
آمین آمین آمین یا رب العلمین

اللهم صلّ وسلّم وبارک علی سیدنا ومولانا وحبیبنا محمدٍ النبی الامی وعلیٰ
آلہٖ واصحابہٖ وعترتہٖ بعدد کلّ معلوم لک وبعدد خلقک ورضیٰ نفسک وزنۃ عرشک
ومداد کلماتک استغفراللّٰہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ

یہ سُن کر شمس الدینؒ آہ وزاری کرنے لگے اور پھر
مخدوم دوجہاںؒ نے اپنا دست شفقت شمس الدین
صاحبؒ کے سر پر رکھا اور فرمایا شمس الدین شاہ
ولایت حمان صفات اس مجدد کا زمانہ ۹۰۷ ہجری
المقدس ہوگا۔ اور وہ مجدد ہوگا۔ سلسلہ صابریہ ۔
حنیفیہ کا اور کل سلاسل کا ۔ وہ اولاد امام
ابوحنیفہؓ سے ہوگا ۔ اگر شمس الدین ہم چاہیں تو
اس وقت تک تجھ کو رکھ سکتے ہیں دیکھ لے شاہ
ابوالقاسم گرگامی صاحب ابھی تک زندہ ہیں اور آئندہ کو بھی
ابھی زندہ رہیں گے ۔ میرا بھی وہ اخبار نویس ہے اور
سب کا اور شاہ ولایت کا مرتبہ بڑھ کر رہے گا اور مجدد

ربّنا تقبل منّا انّک انت السّمیع العلیم
آمین آمین آمین یارب العلمین

کا کم رہے گا۔ اگر تم کو مجدد ہونا منظور ہے تو کر دوں"؟

حضرت شمس الدینؒ نے عرض کی "حضرتا مجھ کو صبر آگیا" مگر عرض یہ ہے۔ جسم مبارک حضور انور کا اس جگہ تنہا بغیر برزخ صغرا۔ یعنی قبر شریف کے کیونکر قائم رہے گا"۔

حضرت مخدوم دو جہانؒ نے ارشاد فرمایا کہ شمس الدین بابا! یہ فقیر صاحبِ نصاب حرز مرتضوی، قیومی روحی کا ہے۔ جس کے باعث فقیر کا جسم زمین پر بغیر دفینہ درمیان دو سنگ سرخ کے قائم رہے گا۔ اس سلسلہ

کا مجدد جو اولاد حضرت امام ابوحنیفہ سے ہوگا
آکر نماز جنازہ پھر پڑھے گا۔ جو مرکب ظاہر و باطن
ہوگی اور میرے جسم کا دوبارہ دفینہ کرے گا۔
اور یہ کہ میرے جسم کے ساتھ میرے حضرت
شیخ کی سنت ادا ہوگی اور اس مجدد کی اولاد
میرے ظاہر و باطن کی وارث ہوگی۔ اور اہل باطن
سے میرا سلسلہ جاری رہے گا اور ظاہر والوں
سے کچھ نہ ہوگا۔" لہذا حضرت خواجہ شمس الدینؒ نے
عرض کی ۹۰۱ھ ہجری سے ۹۰۷ ہجری تک حضور
کے یہاں پر کیا حال ہوگا اور کوئی شخص حضور
کے جسم اطہر کے پاس حد محدود میں آئے گا

اللّٰھم صلّ وسلّم وبارك علىٰ سيّدنا ومولانا حبيبنا محمّد النبی الامی وعلیٰ آله واصحابه وعترته بعدد كلّ معلوم لك وبعدد خلقك ورضیٰ نفسك وزنة عرشك ومداد كلماتك استغفر الله الذی لا اله الا هو الحی القیوم واتوب الیه

یا نہیں۔

حضرت موصوف نے ارشاد فرمایا بعد تیرے جنازہ پڑھنے کے فقیر کے قریب کوئی نہیں آئے گا لیکن وہ جو مخدوم ہفتم درجہ کا تیرے قلندر سے ہوگا۔ وہ میرے پاس آئے گا۔ اور مجدد کے واسطے مجھ سے توشہ لے کر جائے گا اور ایک شاخ سبز میری بالائے ناف پر بحکم میرے رکھ جاوے گا۔ وہ شاخ مجدد کو دی جاوے گی اور وہ روز قیامت تک سبز رہے گی اور وہ مجدد اس شاخ کو کھڑا کرے گا اوپر تربت مخدوم ہفتم کے۔ نیز فرمایا کہ اس فرمان

ربّنا تقبل منّا انّك انت السّمیع العلیم
آمین آمین آمین یارب العلمین

کو "صحیفہ بیان صابری" میں درج کرے۔
اور ہمارے اس مکتوب نُطاب کو جو تجھ سے
قلندر ہوگا۔ اس کو دینا اور پھر وہ مخدوم ہفتم
کو دے گا اور پھر یہ تا مجدد چلا جائے گا اور
اس کلھال مجدد سے ملے گا۔ اور اب ہمارے
خاندان سے ہی ہر مجدد ہوگا اور اس سے تمام
احوال آنحضرت صلی اللّٰہ والہٖ وسلم سے تا مجدد تک
دریافت ہوا کریں گے۔
شمس الدین المجدّد کی تعریف یہ
ہے کہ مجدد کو احوالِ زمانہ ماضی حال اور
مستقبل کا باطن سے سند بسند معلوم ہوتا ہے

اللّٰھم صلّ وسلّم وبارك علیٰ سیّدنا ومولانا وحبیبنا محمدﷺ النبی الامی وعلیٰ آلہٖ واصحابہ وعترتہٖ بعدد کلّ معلوم لك وبعدد خلقك ورضی نفسك وزنۃ عرشك ومداد کلماتك استغفر اللہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ

اور اس کے پاس اسناد صحیح ہر
ایک طرح کی موجود ہوتی ہیں اور جو کوئی مجدد
کے زمانہ میں اس مجدد سے تعلیم حاصل نہیں
کرے گا۔ وہ داخل خاندان میرے کا نہیں۔
بلکہ کسی خاندان میں بھی نہیں اور مجدد سے
احوال ظاہر و باطن بمعتقدین کا دریافت کرنے
سے اور اس کے بیان سے عارف کامل ہوجاتا
ہے۔ ہر مجدد کے زمانہ میں سب لوگ جمع ہوا
کرتے ہیں اور تعلیم لسانی اس سے حاصل کرتے
اور من و عن بہرہ مند ہوا کرتے ہیں اور اجازتِ
ارشاد اور افکار۔ اشغال، اذکار۔ اسرار۔ تلاوت

ربّنا تقبل منّا انّك انت السّمیع العلیم
آمین آمین آمین یا رب العلمین

سیف اللہ جبروتی، سیف اللہ ملکوتی، سیف اللہ لاہوتی
سیف اللہ ناروتی، سیف اللہ معنوی، سیف اللہ روحی قیومی
کی حاصل کرتے ہیں۔ اور اپنے زمانہ کے غوث
قطب، نقیب، رقیب، نجیب، اوتاد، ابدال، رجال
الغیب اور سردار حقیقتہ کا ہر صاحب سلسلہ کو ضروری
ہے۔ جس کو سب حال مجدد سے معلوم ہو جائے گا۔
وہ صاحبِ دولت باطن کا وارث ہے۔

بعد تمام اس وصیت کے حضرت بادشاہ
دوجہاںؒ نے گیارہ تعلیمات کیفیت باطن کی ارشاد
فرمائیں کہ وہ قابلِ افشائے عام نہیں۔ صرف ایک تعلیم
مجملاً برائے حاجت روائی خلق تحریر کی جاتی

ہے۔ ارشاد فرمایا کہ "شمس الدین بابا! تو اپنا نام
مع درود وہبی کے اس ترتیب سے پڑھا کرو۔
تیرے ارادے کے افعال کا ظہور ہو جایا کرے
گا اور تیرے خاندان میں اس ختم کی برکت سے
حاجت روائی عام و خاص ہوا کرے گی"۔

حضرت شمس الدینؒ نے ۱۳ صفر المظفر ۶۸۹
ہجری المقدس تک بیس سال حضرت مخدوم پاکؒ کی خدمت
میں گزاری اور ۶ سال حبسِ کبیر کی برکات حاصل
کرکے کل ۲۶ سال فیضِ صحبت کے بعد احکام
قضا و قدر سے مجبور ہو کر آپ سے علٰحدہ ہوئے
اور یہ خیال لے کر کہ اب اس عالم میں ایسا
پیکر جمال اور تصویر خیر و برکت نہ ملے گی ایک
دردِ دل لئے ہوئے باچشم نم حضرت مخدوم پاکؒ
کو استغراق میں چھوڑ کر اور تمام تبرکات و ملبوسات
اشیاء اور مکتوباتِ بزرگانِ دین جو حضرت بابا صاحب
مسعود العالمینؒ نے عنایت فرمائے تھے لیکر کلیر شریف

سے بطرف قلعہ آمیر روانہ ہوئے۔

محمد انتظام اللہ صاحب شہابی نے اپنے "تذکرہ صابرؒ" میں تحریر فرمایا ہے کہ غیاث الدین بلبن نے قلعہ آمیر پر فوج کشی کی تھی۔ کسی دوسرے "تذکرے" سے اس کی تصدیق نہیں ہوتی۔ صحیح یہی معلوم ہوتا ہے کہ سلطان جلال الدین خلجی کے بھتیجے علاؤالدین خلجی نے جو اس کے عہد میں اس صوبہ کا حاکم تھا۔ قلعہ آمیر پہ فوج کشی کی تھی۔

کئی سال تک متواتر علاؤالدین خلجی نے قلعہ کا محاصرہ کئے رکھا اور کامیاب نہ ہو رہا

تھا۔ خیموں کی رسیاں بوسیدہ ہو چکی تھیں ۔ یہ دیکھ کر علاؤ الدین خلجی نے حکم دیا کہ سُوت کا انتظام کیا جائے اور خیموں کی رسیاں نئی ڈالی جائیں۔ ایک سردار سُوت کی تلاش میں اردگرد کے علاقہ میں چکر لگاتا رہا۔ مگر کسی جگہ سے سُوت دستیاب نہ ہو رہا تھا۔

اتفاق سے اس سردار کی ملاقات ایک بزرگ سے ہوئی۔ اس نے کہا "تم پریشان کیوں ہو؟ اس سردار نے جواب دیا" ہماری یہ مشکل ہے اس کا کوئی حل نہیں ہو رہا"۔ اس بزرگ نے فرمایا" کہ مجھے غیب سے اس سُوت کے

انتظام کا حکم ہوا ہے۔ میں ابھی اس کا انتظام کئے دیتا ہوں"۔

ان بزرگوں نے سُوت کی ایک نلی لے کر پیالہ میں رکھی اور ایک کپڑے میں سوراخ کر کے اور اس سوراخ سے دھاگہ کا ایک سرا نکال کر کپڑے کو اس پیالہ پہ باندھ کر سرا سردار مذکور کو دے دیا۔ اور فرمایا" اس دھاگے کو کھینچتے جاؤ اور ضرورت کے مطابق دھاگہ تمہیں فراہم ہو جائے گا۔ انشاءاللہ العزیز کمی نہ ہوگی"

چنانچہ سردار مذکورہ نے ایسا ہی کیا اور دھاگا ان کی ضرورت سے زیادہ اکٹھا ہوگیا۔

یہ عجیب و غریب ماجرہ اس سردار نے سپہ سالار سے عرض کیا تو وہ خود بھاگا ہوا ان بزرگوں کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی "حضور! ایک مدت سے فوج کشی اس قلعہ پر کر رہا ہوں۔ فتح کی کوئی صورت نظر نہیں آ رہی۔ اگر خدانخواستہ شکست کا منہ دیکھنا پڑا تو اسلام کی شان میں فرق آئے گا۔"

ان بزرگوں نے فرمایا" کہ ہر کام ایک وقت مقررہ پر ہوتا ہے اور اس کا انتظام بھی قدرت کی طرف سے ہو جاتا ہے۔ تم صبر کرو اب قریب ہی وہ وقت آنے والا ہے کہ تیری

فتح ہو۔ مگر یہ کام میرے کرنے سے نہ ہوگا۔
اس کے لئے خود تیری فوج میں بحکم الٰہی ایک
ایسا انسان تعینات کر دیا گیا ہے۔ پس ان کی دُعا
سے قلعہ فتح ہوگا۔ جا! اور اس کو تلاش کر"۔

علاؤالدین خلجی نے عرض کی "کہ حضور!
ہزاروں کی اس فوج میں ایک غیر معلوم شخص کو
تلاش کرنا مشکل ہے۔ کچھ نشان مرحمت ہو"۔

انہوں نے فرمایا" کہ جا! ایک شب باد
تندوتیز سرد چلے گی۔ پانی خوب برسے گا۔ لشکر
کے تمام چراغ گل ہو جائیں گے۔ آگ ٹھنڈی
ہو جائے گی۔ مگر اس شخص کا چراغ روشن ہوگا۔

اللهم صلِّ وسلِّم وبارك علىٰ سيّدنا ومولانا وحبيبنا محمّد النبي الامي وعلىٰ
آله واصحابه وعترته بعدد كلّ معلوم لك وبعدد خلقك ورضى نفسك وزنة عرشك
ومداد كلماتك استغفر الله الذي لا اله الا هو الحي القيوم واتوب اليه

اور وہ تلاوتِ قرآن پاک میں مشغول ہوگا۔ وہ شمش الارض ہے۔ بس ان کا دامن پکڑ لینا۔ ان کی دعا پر یہ سب مبنی ہے۔ علاؤالدین خلجی یہ سُنکر واپس آگیا اور وقت کا انتظار کرنے لگا۔ ادھر بادشاہِ ہند بھی دہلی میں حضرت نظام الدین اولیاءؒ زری زر بفتؒ کی خدمت میں یہی عرض لیکر حاضر ہوا" کہ دعا فرمایئں کہ قلعہ فتح ہو۔ سپاہ اتنی مدت سے باہر پڑی ہے"۔

حضرت نظام الدین اولیاءؒ نے فرمایا

"کہ قلعہ فتح کرنے والا شخص لشکر میں شامل ہوگیا ہے۔ اپنے سپہ سالار کو حکم بھیجو۔ اسے تلاش کرے اور

ربّنا تقبل منّا انّك انت السّميع العليم
آمین آمین آمین یا رب العلمین

اللھم صل وسلم وبارک علیٰ سیدنا ومولانا وحبیبنا محمدن النبی الامی وعلیٰ
آلہٖ واصحابہٖ وعترتہٖ بعدد کل معلوم لک وبعدد خلقک ورضیٰ نفسک وزنۃ عرشک
ومداد کلماتک استغفر اللہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ

دعا کا ملتجی ہو۔ تم اور تمہارا سپہ سالار اس سے غافل ہیں۔

بادشاہ کا یہ حکمنامہ بھی سپہ سالار کو پہنچا۔ تو اسے اس بزرگ کے قول کی تصدیق ہوگئی

ادھر حضرت شمس الدینؒ کا دل بھی حضرت مخدوم پاکؒ کی جدائی میں نہ لگتا تھا ۲۶ سال کی رفاقت بہت لمبا عرصہ تھا۔ ایک شام کو بیٹھے بیٹھے طبیعت بہت پریشان ہونے لگی اور ہوا بھی اس روز معمول کے خلاف تیز چلنا شروع ہوگئی۔ اور ابر بھی محیط ہوگیا اور بوندیں پڑنا شروع ہوگیئں۔ آپ کی طبیعت میں الجھن اور بڑھنے لگی۔ تو آپ

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم
آمین آمین آمین یارب العلمین

اللھم صلّ وسلّم وبارک علیٰ سیّدنا ومولانا وحبیبنا محمّدؐ النبی الامی وعلیٰ
آلہٖ واصحابہٖ وعترتہٖ بعدد کلّ معلوم لک وبعدد خلقک ورضی نفسک وزنۃ عرشک
ومداد کلماتک استغفراللہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ

نے چراغ روشن کیا اور تلاوت کلام پاک فرمانے لگے۔ ہوا نے اور زور پکڑا۔ سارے لشکر میں بے چینی کا عالم پھیل گیا۔ ہوا کی تندی۔ تیزی و خنکی نے سارے لشکر کے چراغ اور روشنی کے سامان کو ٹھنڈا کر دیا۔ ہر طرف اندھیرا چھا گیا۔ آپؒ بدستور چراغ کی روشنی میں تلاوت کلام پاک میں مشغول تھے۔ آپ کو اس قدر انہماک تھا کہ باہر کی کچھ خبر نہ تھی۔

علاؤہ الدین خلجی جس کو اس وقت کا مدت سے انتظار تھا۔ سارے لشکر میں مکمل اندھیرا دیکھ کر گوہر مقصود کی تلاش میں نکل پڑا۔ تھوڑی دیر کی پریشانی کے بعد گھومتا پھرتا۔ حضرت خواجہؒ کے خیمے کے

ربّنا تقبل منّا انّک انت السّمیع العلیم
آمین آمین آمین یارب العلمین

باہر آ کھڑا ہوا۔ جس وقت آپ تلاوت سے فارغ
ہوئے تو آداب بجا لایا اور قدموں میں گر پڑا اور
عرض کرنے لگا "حضور! اب امداد فرمایئں۔ میں بہت
عاجز و پریشان ہوں کسی کا ہم نام ہونا ــ اس کی عزت ووقار
کا باعث۔ بننے کا وقت آگیا تھا۔ آپ نے کلمات
تسلی و تشفی ارشاد فرمائے۔ صبح کو بعد ادائے نماز فجر
خیمہ سے باہر تشریف لائے اور علاؤ الدین خلجی کو قلعہ
پر حملہ کا حکم فرمایا۔ بموجب ارشادِ عالی ایسا ہی کیا
گیا اور خدا کی مہربانی سے پہلے ہی حملہ میں لشکر قلعہ
کے اندر داخل ہو گیا اور ۱۳ ربیع الاول ۶۸۹ہجری المقدس
بروز پنجشنبہ قلعہ پر اسلامی پرچم لہرانے لگا۔ بعد فتح وفیروزی

اللّٰھم صلّ وسلّم وبارک علیٰ سیّدنا ومولانا وحبیبنا محمدؐ النبی الامی وعلیٰ
آلہٖ واصحابہٖ وعترتہٖ بعدد کلّ معلوم لک وبعدد خلقک ورضیٰ نفسک وزنۃ عرشک
ومداد کلماتک استغفراللہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ

علاؤ الدین خلجی نے "فتح" کی تہنیت عرض کرنے کے لیے حضور کو تلاش کیا۔ مگر اس کے آنے سے پیشتر ہی آپ تشریف لے جا چکے تھے۔

اِدھر لشکر فتح کے جوش وخروش میں قلعہ کے اندر داخل ہو رہا تھا اُدھر حضرت خواجہ شمس الدینؒ کو وصیت حضرت مخدوم دو جہاںؒ یاد آ رہی تھی کہ بموجب ارشاد عالی بروز فتح قلعہ آمیر یعنی ۱۳ ربیع الاول کو حضور بادشاہِ دو جہاںؒ نے بھی پردہ فرمانا ہے۔ آپ یہ سوچ کر بے تاب ہو گئے۔ اور اپنا کلام پاک شیخ محمد اسلم نجشی

فوج کے پاس مبلغ گیارہ روپے شکرانہ کے عوض ہدیہ

ربّنا تقبل منّا انّک انت السّمیع العلیم
آمین آمین آمین یارب العلمین

فرمایا۔ اس میں سے اٹھ روپے کا کپڑا کفن مبارک ، ایک روپیہ کا کپڑا تہہ بند اور بقیہ کا دوسرا سامان خریدا۔ اور پھر اپنا سب سامان اور یہ توشۂ اپنی کمر سے باندھ کر بغیر کسی کو اطلاع کئے کلیر شریف کو روانہ ہو گئے اسم اعظم صابریہ برابر تلاوت فرمائے جاتے تھے۔ اور زور رفتاری سے گامزن تھے کہ علیم اللہ ابدال سامنے سے پریشان حال آتے ملے۔ آپ نے خیریت اور مزاج شریف حضرت مخدوم دو جہاںؒ معلوم فرمایا تو علیم اللہ ابدال آداب بجا لانے کے بعد عرض کرنے لگے کہ آج ایک ہفتہ ہوا ہے۔ حکم

فرمایا تھا۔ "کہ اب تم خواجہ شمس الارض کی خدمت میں چلے جاؤ اور اب تم نے انہیں کے پاس رہنا ہے"۔ میں تم کو ان کی خدمت کے لیے مقرر کرتا ہوں"۔

آپ نے مزید پوچھا کہ علیم اللہ میرے آنے کے بعد کوئی خاص بات ہوئی ہے تو بیان کرو۔ انہوں نے عرض کی "حضور! ایسی کوئی خاص بات نہیں ہوئی"۔ چلتے چلتے خواجہ شمس الدین صاحب کے پاؤں کو ٹھوکر لگی اور وہ گر پڑے اٹھے تو کیا دیکھتے ہیں کہ کلیر کے نواح میں ہیں۔ آپ جلدی سے نزد درخت گلر پہنچے تو دیکھا

کہ جسمِ اقدس پڑا ہوا ہے اور ایک شیر پاس بیٹھا ہوا ہے۔ آپ نے بے قراری میں اپنا ہاتھ جسمِ اقدس کی طرف بڑھایا تو ایک تلوار تھی گری۔ آپ نے اپنی آستین آگے کردی جب سے کہا جاتا ہے کہ حضرتِ شمس الدین صاحبؒ کی اولاد پاک میں یہ نشانی چلی آرہی ہے۔ کہ ایک ہاتھ کی آستین چھوٹی ہوتی ہے۔

آپ کے نزدیک آنے کی وجہ سے

شیر اُٹھ کر جنگل کو چلا گیا اور بموجب وصیت آپ نے جسدِ مبارک کو نہلایا کفنایا اور دوسرے سارے احکامات بجا لائے اور پھر نمازِ جنازہ

کی انتظار میں کھڑے ہو گئے۔ آپ بہت متفکر تھے کہ ایسی مقتدر ہستی کی نمازِ جنازہ میں تنہا پڑھوں گا۔ آپ کو اس بات سے بہت قلق بھی ہوا کہ دور دور انسان کا پتہ نہیں۔ جنگل بیابان۔ میرے اللہ یہ سب کیا!؟ ہمت کر کے آپ مُصلّے پر کھڑے ہونا ہی چاہتے تھے کہ ایک طرف سے آواز آئی۔

"ٹھہرو! جلدی مت کرو! یہ کام تمہارا نہیں ہے۔ میں آ پہنچا"۔

حضرت خواجہؒ نے مڑ کر دیکھا کہ ایک سوار بہت تیز رفتار صابری لباس زیب تن کئے

ہوئے چہرہ پہ نقاب ڈالے آپہنچا - اور
گھوڑے سے اتر کر مُصلّے پر کھڑا ہو گیا اور
نمازِ جنازہ پڑھائی -

بعد ختم نماز جب سلام کے لیے
شمال اور جنوب کی طرف منہ پھیرا تو ملاحظہ ہُوا کہ
بے انداز مخلوق خدا نماز میں شریک ہے - دُور
دُور تک لوگ صف آرأ ہیں - کہا جاتا ہے کہ
حضرت شمس الارض نے اپنی خدمت گزاری کے
دوارن کسی وقت بادشاہِ دوجہاںؐ سے فنا و بقأ کے
مسئلہ پر عرض کی تھی - تو "آپ نے ارشاد فرمایا
تھا -" یہ زبانی سمجھ میں نہیں آئے گا - انشا اللہ

اپنے وقت پر اس کو تم بچشم خود دیکھ پاؤ گے تو تمہاری سمجھ میں بخوبی آ ئے گا؟ مگر یہ ایک ایسی بات تھی جس کو مدّتیں گزر چکی تھیں ۔ اور حضرت خواجہؒ کے ذہن سے خارج ہو چکی تھی۔

اب جب سب حاضرین قبر شریف کی چشمہ بندی میں مصروف تھے ۔ تو حضرت خواجہ شمس الدین شمس ارضؒ کے دل میں یہ بات پیدا ہوئی کہ امام صاحب سے ملاقات کر کے ان کے حالات نام ونشان دریافت کر لینا چاہئے ۔ ورنہ یہ بات پردہ راز میں رہ جائیگی کہ نمازِ جنازہ کس نے پڑھائی ۔ چنانچہ آپ سوار

(امام صاحب) کی طرف متوجہ ہوئے۔ تو وہ اپنے گھوڑے کی باگ پکڑ کر سوار ہو چکے تھے۔ خواجہ صاحبؒ کو آتا دیکھ کر گھوڑا مغرب کی جانب بڑھایا۔ حضرت خواجہؒ گھوڑے کے پیچھے دوڑے اور کچھ دور جا کر گھوڑے کی باگ پکڑ لی اور عرض کی "حضرت اپنا نام۔ نشان تو بتلایئے۔ لوگ مجھ سے سوال کریں گے کہ تیرے شیخ کی نماز جنازہ کس نے پڑھائی تھی۔ تو میں کیا جواب دوں گا"؟

یہ سن کر سوار نے اپنے چہرے سے نقاب سرکایا اور فرمایا "کہ فقیر کے جنازے کی نماز فقیر ہی نے پڑھائی ہے۔ تم مجھ سے فنا

اور بقاء کا بھی پوچھا کرتے تھے اس وقت میں
تمہیں کیسے اور کیونکر سمجھا سکتا تھا۔ وہ فنا ہے اور
یہ بقا" اور پھر گھوڑے کو ایڑی لگائی اور جنگل
کی وادی میں روپوش ہو گئے ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ بموجب
وعدہ بچشم خود سب کچھ دکھلا دیا۔ سمجھا بھی دیا۔
اور اپنی ملاقات کا وعدہ بھی پورا کر دیا۔ یہ دیکھکر
اور سُن کر حضرت خواجہؒ بے ہوش ہو گئے اور گر
پڑے ۔

جب آپؒ کو ہوش آیا تو آپؒ نے
علیم اللہ ابدال کو اپنے بائیں طرف بیٹھے خدمت
گزاری میں مصروف پایا اور دریافت فرمایا "علیم اللہ

یہ کون جگہ ہے اور آج کونسی تاریخ ہے"۔

علیم اللہ ابدال نے جواب میں عرض کی "کہ حضور! یہ شہر فرخار ہے اور علاقہ متعلقہ ترکستان ہے اور آج ۱۵ ربیع الاوّل ۶۹۰ ہجری المقدس ہے"۔ گویا ایک سال اور کچھ دن گزر چکے تھے۔

اس کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا۔ "یہاں کے قطب کو طلب کرو"۔

بموجب ارشاد عالی قطب وقت (حاکم باطن)، سید معصوم علی شاہؒ صاحب حاضر خدمت ہو کر آداب بجالائے۔ آپ نے ان سے ارشاد

فرمایا "حضرت جہاں میرے گرنے سے زمین پر نشان بن گیا ہے۔ تم اس جگہ ایک مقبرہ تعمیر کراؤ"۔ چنانچہ بموجب ارشاد اسی وقت سید معصوم علی شاہ صاحب نے مقبرہ کی تعمیر کا انتظام کیا۔

سید محمد حسن شاہ صاحبؒ مؤلف۔

"حقیقت گلزار صابری" کا چشم دید بیان ہے کہ وہ جگہ جہاں پر حضرت شمس الدین شمس الارضؒ گرے تھے میں نے خود دیکھی ہے۔ شہر فرخار سے ۱۰۷ قدم مشرق کی جانب واقع ہے اور مقبرہ منور ۵ قدم طول۔ ۷ قدم عرض میں سنگ سبز سے تعمیر ہے۔ مقبرہ کے اندر گرنے کا نشان اب تک موجود

ہے۔ آپ بائیں کروٹ سے زمین پر گرے تھے۔ ہاتھوں اور پائے مبارک کے نشانات بھی موجود ہیں۔ سرمو فرق نہیں ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابھی ابھی گرنے سے نشانات ہو گئے ہیں۔

۱۷ ربیع الاول ۶۹۰ ہجری المقدس بروز شنبہ صبح کے وقت حضرت شمس الدین شمس الارضی ہمراہ علیم اللہ ابدال فرخار سے روانہ ہوئے اور ۴ ذیقعدۃ الحجیب ۶۹۳ ہجری المقدس مختلف شہروں سے ہوتے ہوئے آپ پانی پت شہر میں داخل ہوئے اور پھر یہاں ہی مستقل قیام

فرمایا۔ آپ وہاں سے ہی بذریعہ علیم اللہ ابدال کلیر شریف کے حالات معلوم کیا کرتے تھے۔

انیس شعبان المعظم ۶۹۷ ہجری المقدس بروزپنجشنبہ بعد نمازِ الفجر محفل سماع منعقد ہوئی۔ اس میں آپ پر ایسی وجدانی کیفیت طاری ہوئی کہ استغراق ہوگیا۔ افاقہ ہونے پر آپ نے ہر شخص سے کلام کرنا بند کر دیا تھا۔ سوائے حضرت شیخ جلال الدین احمد قلندر ثالث کبیر الاولیاءؒ کے۔ صرف انہیں ہی آپ کی خدمت میں حاضری کی اجازت تھی۔ تقریبًا دو سال اسی حال میں گزر گئے اور ۱۰ جمادی الثانی ۶۹۹ ہجری المقدس بوقت نماز عصر

اللّٰھمّ صلّ وسلّم وبارك علیٰ سیّدنا ومولانا وحبیبنا محمّدنِ النبی الامی وعلیٰ
اٰلہٖ واصحابہٖ وعترتہٖ بعدد کلّ معلوم لك وبعدد تخلقك ورضیٰ نفسك وزنۃ عرشك
ومداد کلماتك استغفراللّٰہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ

بروز چہار شنبہ اس عالم فانی سے عالم باطنی کی جانب مراجعت فرمائی۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

نمازِ جنازہ میں ہزاروں مردمان عالم غیب و عالم شہود شریک ہوئے۔ مزار مبارک پر ہیبت و جلال کے باعث کوئی شخص بدوں معیّت حضرت شاہ جلال الدین احمد قلندر ثالث کبیر اولیاء نہ جا سکتا تھا۔ اہل باطن اب بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔ کیونکہ حضرت مخدوم دو جہاںؒ کا یہ فرمان" کہ میرا ایک شمس ہی کافی ہے" اور آپ اسی آب و تاب سے جلوہ فگن ہیں۔

ربّنا تقبّل منّا انّك انت السّمیع العلیم
آمین آمین آمین یا ربّ العلمین

حضرت شمس الدین شمس ارضؒ کا بیان

ہے کہ سرکار مخدوم دو جہاںؒ کی خدمت میں ۲۶سال گزارنے کے دوران موسموں کی شدت کا ان پر کوئی اثر نہ ہوا۔ یہاں سردی۔ گرمی۔ بارش۔ لُو کا کوئی پتہ نہ ہوتا تھا۔

کہتے ہیں کہ ایک مدت کے بعد حضرت مخدوم دو جہاںؒ کی قبر شریف کا نشان تک معدوم ہوگیا اور کچھ پنڈتوں نے یہاں مندر تعمیر کرنا چاہا۔ ایک پنڈت کام کی نگرانی کر رہا تھا۔ اسی دوران اسے حضرت مخدوم دو جہاںؒ کی قبر شریف کے نشانات نظر آئے تو اس نے دریافت حال کی غرض سے

قبر شریف کو کچھ کھود کر اندر جھانکنا شروع کر دیا اس کا خیال تھا کہ شاید نیچے کوئی دفینہ ہے۔ لیکن وہ جیسے ہی جھکا اندر پھنس کر رہ گیا۔ بعد میں سرکار مخدوم پاکؒ کے عقیدت مندوں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت فرما رہے ہیں" کہ جلد از جلد ہماری قبر پر پہنچو ۔ ایک پنڈت ہماری قبر کو کھودنا چاہتا ہے۔ ہم نے اسے پکڑ لیا ہے"۔

جب وہ عقیدت مند آپ کی قبر مبارک پر پہنچے۔ تو پنڈت مر چکا تھا۔ اس کی لاش کو کھینچ کر باہر نکالا گیا۔ تو اس کی شکل کسی جانور کے مشابہ ہو چکی تھی۔ کہتے ہیں کہ عرصہ تک

اللھم صلّ وسلّم وبارک علیٰ سیّدنا ومولانا وحبیبنا محمدٍ النبی الامی وعلیٰ
آلہٖ واصحابہٖ وعترتہٖ بعدد کلّ معلومٍ لک وبعدد تحلقک ورضی نفسک وزنۃ عرشک
ومداد کلماتک استغفراللّٰہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ

حضرت صابر رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر جلال کی یہ
کیفیت رہی کہ لوگ پاس جاتے گھبراتے تھے۔
اور اگر کوئی شامت کا مارا وہاں تک چلا بھی جاتا
تھا۔ تو وہ جان گنوا بیٹھتا تھا یا کوئی دوسرا بڑا
نقصان اٹھا کر واپس آتا تھا۔

آخر ایک مدت بعد ایک دوسرے
بزرگ حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہیؒ حضرت مخدوم
دو جہاںؒ کے مزارِ شریف پر حاضری کے لیے
جانے لگے۔ تو انہیں بھی بڑی مشکلات کا
سامنا کرنا پڑتا بغیر بادلوں کے بجلیاں کوندنے لگتی تھیں
حضرت عبد القدوس گنگوہیؒ نے رقّت سے

ربّنا تقبل منّا انّک انت السّمیع العلیم
آمین آمین آمین یارب العلمین

عرض کی " حضرت! اب تو اپنے جلال میں کمی فرمایئں لوگوں نے اس جلال کی وجہ سے آپ سے دوری اختیار کی تھی - اور اب آپ کے پردہ کرنے کے بعد بھی آپ کے پاس نہیں آ سکتے اب بندگانِ خدا پر اپنے جمال کا اظہار فرمایئں تاکہ لوگ تا دم آپ کے پاس حاضری دے سکیں۔

حضرت گنگوہیؒ مزار شریف پر پہنچ گئے تو اب کسی قسم کے نقصان یا آزار سے بھی محفوظ رہے ۔ رات کو انہوں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت مخدوم دوجہاںؒ نے ان سے فرمایا " عبدالقدوس! اب یتری استدعا پر اس

اللھم صل وسلم وبارک علی سیدنا ومولانا وحبیبنا محمد النبی الامی وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وعترتہٖ بعدد کل معلوم لک وبعدد خلقک ورضی نفسک وزنۃ عرشک ومداد کلماتک استغفر اللہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ

جلال میں کمی آ گئی ہے۔ اب جمال کا ظہور ہو گا۔ اب لوگ ہمارے پاس حاضری دے سکتے ہیں" کہتے ہیں کہ یہ حضرت عبدالقدوس گنگوہیؒ وہی بزرگ ہیں۔ جن کے بارے میں باباصاحبؒ نے فرمایا تھا کہ وہ سلسلہ صابریہ کا مجدد ہو گا اور میرے صابر رحمۃ اللہ علیہ کی دوبارہ تجہیز وتکفین کرے گا۔ جس کا ظہور ۹۰۰ ہجری کے قریب ہو گا۔

بہر حال اسی کے مطابق ہوا۔ انہوں نے مزار مقدس تعمیر کرایا۔ اور سالانہ عرس مبارک کا بھی انتظام فرمایا۔

یہ واقعات اور تحریر الکتابی علم کے

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم
آمین آمین آمین یارب العلمین

عالم کیلئے ایک معمہ ۔ اور صاحبِ نظر کے لیے
تقویتہ الایمان ہیں ۔

خبر کتاب سے اور نظر ۔ نظر سے حاصل ہوتی ہے ۔
خبر ظاہر اور نظر باطن ہے ۔
ظاہر باطن کے تابع ہے ۔
خبر کسبی ۔ اور نظر دھبی ہے ۔

یا اللہ ۔ یا رحمٰن ۔ یا رحیم ۔ یا حی ہو یا قیوم
یا ذوالجلال و اکرام ! جسے تو نے خبر بخشی ہے
نظر بھی بخش ۔ خبر محض رہنمائی کے لیے کافی نہیں
خبر نمائندہ ہے ۔ خبر کو جب نظر ملی ۔

نمونہ بن گئی ۔

اور پھر

کسی پر اپنی پیاری چیز کو قربان کر دینا وفا کی حد اور جان قربان کر دینا فِدا کی حد ہے جو جان اللہ کے لیے اللہ کی راہ میں اللہ کے کاموں میں اللہ کی ہی محبت میں قربان کی جاتی ہے ۔ اللہ ۔ اللہ ۔ اللہ کے ہاں بڑی قیمت پاتی ہے ۔ اللہ اپنی راہ میں قربان ہونے والوں کو حیاتِ جاوداں بخشتے ہیں ۔ ایک نے تو کہا کہ وہ امر ہو جاتے ہیں اور جہاں چاہتے ہیں جاتے ہیں ۔

جو جاں اللہ کے لیے قربان کی جاتی ہے۔ سارے جہاں کی جانوں سے افضل ہوتی ہے۔ حال ماضی کا شاہد ہے۔ جو حال میں ہے وہ ماضی میں بھی تھا۔ جو حال میں نہیں ماضی میں بھی نہ تھا۔

ملاخطہ ہو کہ حضرت مخدوم پاکؒ کی درگاہ شریف پر شدید سردی کی بنا پہ انتقال کر جانے والی ایک کمسن بچی کے زندہ ہو جانے کا حیرت انگیز واقعہ ابھی حال ہی میں ہوا۔ بتایا جاتا ہے۔ کہ حضرت مخدوم پاکؒ کی درگاہ شریف کی زیارت کی خاطر پاک پتن شریف سے دو خواتین کلیر شریف

پہنچیں۔ ان کے ساتھ ایک کمسن بچی بھی تھی۔ شدید سردی کے باعث اس بچی کا جسم سرد ہوگیا اور مغرب سے عین قبل یہ بچی انتقال کر گئی۔ ان پاکستانی زائر خواتین نے ایک مقامی ڈاکٹر غلام صابر سے رابطہ قائم کیا۔ انہوں نے معائنہ کے بعد اس بچی کو مردہ قرار دے دیا۔

اس کے بعد دونوں خواتین نے اس بچی کی نعش درگاہ شریف کی چوکھٹ پر رکھ دی اور زاروقطار رونے لگیں۔ نمازِ عشاء کے بعد درگاہ عالیہ کی مسجد میں آئے ہوئے نمازیوں نے ان کی اس آہ و زاری کا سبب

پوچھا۔ لیکن وہ ان استفسارات کا جواب دینے
کی بجائے صاحب مزار حضرت مخدوم صابر رحمۃ اللہ علیہ
کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگیں۔
"ہم آپ کے پیر و مرشد حضرت بابا
فرید گنجِ شکرؒ کی مقدس آرام گاہ اور درگاہ پاک پتن
(پاکستان) سے آپ کے حضور زیارت کی غرض
سے حاضر ہوئی ہیں۔ متوفی لڑکی کی ماں کہہ
رہی تھی کہ لوگ تو گود بھرنے آپ کی
بارگاہ میں حاضری دیتے ہیں۔ میری گود کیسے
اجڑ سکتی ہے کیونکہ آپ کے دادا شیخ عبدالقادر
جیلانیؒ غوثِ اعظم نے تو بارہ برس کی ڈوبی کشتی

کو سطحِ آب پر ابھارا تھا۔ آپ کے جدِّ امجد
حضرتِ علی المرتضیٰ کرم اللہ وَجہہ کے لیے دو مرتبہ
سورج طلوع ہوا۔ پھر میں کیسے آپ کی بارگاہ
سے اجڑی گود خالی ہاتھ واپس چلی جاؤں"۔

غمزدہ ماں اس طرح فریاد کناں
تھی۔ کہ کچھ ہی دیر بعد بے جان و بے حس مردہ
پڑی بچی نے ہچکی لی اور زندگی کے آثار اس
کے چہرے اور جسم پر نمایاں ہونے لگے اور
تھوڑی دیر بعد ہی وہ ایسے زندہ ہوگئی۔ جیسے
موت کے سرد ہاتھ نے اسے چھوا تک نہ تھا۔
حضرت مخدوم پاکؒ کی اس کرامت

اللھم صل وسلم وبارک علیٰ سیدنا ومولانا وحبیبنا محمدن النبی الامی وعلیٰ
آلہٖ واصحابہٖ وعترتہٖ بعدد کل معلوم لک وبعدد خلقک ورضیٰ نفسک وزنۃ عرشک
ومداد کلماتک استغفراللہ الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ

کے شاہد لاتعداد افراد تھے۔ جس میں وقف بورڈ کا عملہ۔ مقامی ڈاکٹر غلام صابر۔ راؤ مقبول احمد خان۔ پیش امام درگاہِ عالیہ اور تقریباً ۸۰ افراد وہاں موجود تھے۔

یہ خبر پاکستان میں روزنامہ امروز لاہور اشاعت ۳۰ مارچ ۱۹۸۱ء شائع ہوئی اور خصوصی رپورٹ کلیر شریف سے ۲۹ مارچ ۱۹۸۱ء موصول ہوئی۔

آفاقہا گردیدہ ام
مہر بتاں ورزیدہ ام
بسیار خوباں دیدہ ام
امّا تو چیزے دیگری

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم
آمین آمین آمین یارب العلمین

اللھم صلّ وسلّم وبارک علیٰ سیّدنا ومولانا وحبیبنا محمدنِ النبی الامی وعلیٰ
آلہٖ واصحابہٖ وعترتہٖ بعدد کلّ معلوم لک وبعدد خلقک ورضیٰ نفسک وزنۃ عرشک
ومداد کلماتک استغفراللہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ

اور پھر انہوں نے اپنے حال کا یُوں اظہار فرمایا کہ

امروز شاہِ شاہاں مہماں شُد است مارا
جبرئیلؑ با ملائیک درباں شد است مارا
در جلوہ وحدت کثرت کجُا بہ گنجُد
ہژدہ ہزار عالم یکساں شد است مارا
ما خانۂ جہاں را بسیار سَیر کردیم
اے شیخ بت پرستی ایمان شد است مارا
در محفل گرایاں مرسل کجُا بہ کنجُد
بے برگ و بے نوائے ساماں شد است مارا
احمد بہشت و دوزخ بر عاشقاں حرام است
ہر دم رضائے جاناں رضواں شد است مارا

ربّنا تقبل منّا انّک انت السمیع العلیم
آمین آمین آمین یارب العلمین

اللّٰھم صلّ وسلّم وبارك علیٰ سیّدنا ومولانا وحبیبنا محمّدن النبی الامی وعلیٰ
آلہٖ واصحابہٖ وعترتہٖ بعدد کلّ معلوم لك وبعدد خلقك ورضیٰ نفسك وزنۃ عرشك
ومداد کلماتك استغفراللّٰہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ

اگر چہ داستانِ عشق کا ہر نقش اپنی جگہ انمٹ اور منفرد ہے۔ لیکن فلک کی آنکھ نے کلیر کی سرزمین پر جو دیکھا! بس وہیں دیکھا۔

علم و عمل۔ عشق و رقت۔ جذب و مستی محویت و استغراق جمال و جلال کہیں کہیں اور کبھی کبھی یکجا ہوئے۔ یہ حسین دلکش دلاویز امتزاج بس پوری طرح وہاں تھا۔

مضطرب آنکھیں ان کی متلاشی ہیں جن کے لیے کسی کیا خوب کہا۔

؎ یہ بھی ہے دھوم کلیر میں کہ اک دیوانہ آتا ہے۔

سرزمین کلیر پر جو ہوا اسے شاید اسی لیے انسانی عقل، فہم اور ادراک سے اس وقت تک کے لیے مخفی کر دیا گیا تھا۔

ربّنا تقبل منّا انّك انت السّمیع العلیم
آمین آمین آمین یارب العلمین

اللھم صلّ وسلّم وبارک علیٰ سیّدنا ومولانا وحبیبنا محمدؐ النبی الامی وعلیٰ
آلہٖ واصحابہٖ وعترتہٖ بعدد کلّ معلوم لک وبعدد خلقک و رضیٰ نفسک وزنۃ عرشک
ومداد کلماتک استغفراللہ الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ

یہ رند، یہ تیرے پُر اسرار بندے تیرے میکدے کی رونق ہیں۔ اگر تیری دنیا میں یہ رند نہ ہوتے۔ تو تیری دنیا میں کیا کیف ہوتا؟ کسی بھی تاریخ میں کوئی چاشنی نہ ہوتی۔ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کی ساری داستان کو ان رندوں ہی نے رنگین کیا ہوا ہے۔ "یاحی یاقیوم"

ربّنا تقبل منّا انّک انت السّمیع العلیم
آمین آمین آمین یا رب العلمین

اللهم صل وسلم وبارك على سيدنا ومولانا وحبيبنا محمد النبي الامي وعلى
اله واصحابه وعترته بعدد كل معلوم لك وبعدد خلقك ورضى نفسك وزنة عرشك
ومداد كلماتك استغفر الله الذي لا اله الا هو الحي القيوم واتوب اليه

بسم الله الرحمن الرحيم ما شاء الله لا قوة الا بالله
اللهم صل وسلم وبارك على سيدنا ومولانا وحبيبنا محمد
النبي الامي وعلى اله واصحابه وعترته بعدد كل معلوم لك
وبعدد خلقك ورضى نفسك وزنة عرشك ومداد كلماتك استغفر الله
الذي لا اله الا هو الحي القيوم واتوب اليه
يا حي يا قيوم

ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم
آمين آمين آمين يا رب العلمين

اللّٰهم صلّ وسلّم وبارك على سيّدنا ومولانا وحبيبنا محمّدن النبی الامی وعلى
اٰله واصحابه وعترته بعدد كلّ معلوم لك وبعدد خلقك ورضی نفسك وزنة عرشك
ومداد كلماتك استغفر الله الذی لا اله الا هو الحی القیوم واتوب الیه

قُلْ
عِشْقُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ
مَذْهَبِیْ وَحُبُّهٗ مِلَّتِیْ
وَطَاعَتُهٗ مَنْزِلِیْ !

(یہ کہ) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق میرا
مذہب محبت میری ملّت اور اتّباع میری منزل ہے

ابو انیس محمد برکت علی لودھیانوی

ربّنا تقبل منّا انّك انت السّمیع العلیم
آمین آمین آمین یا رب العلمین

یا حیُّ یا قیُّوم

Tazkira
Anwar-E-Sabri